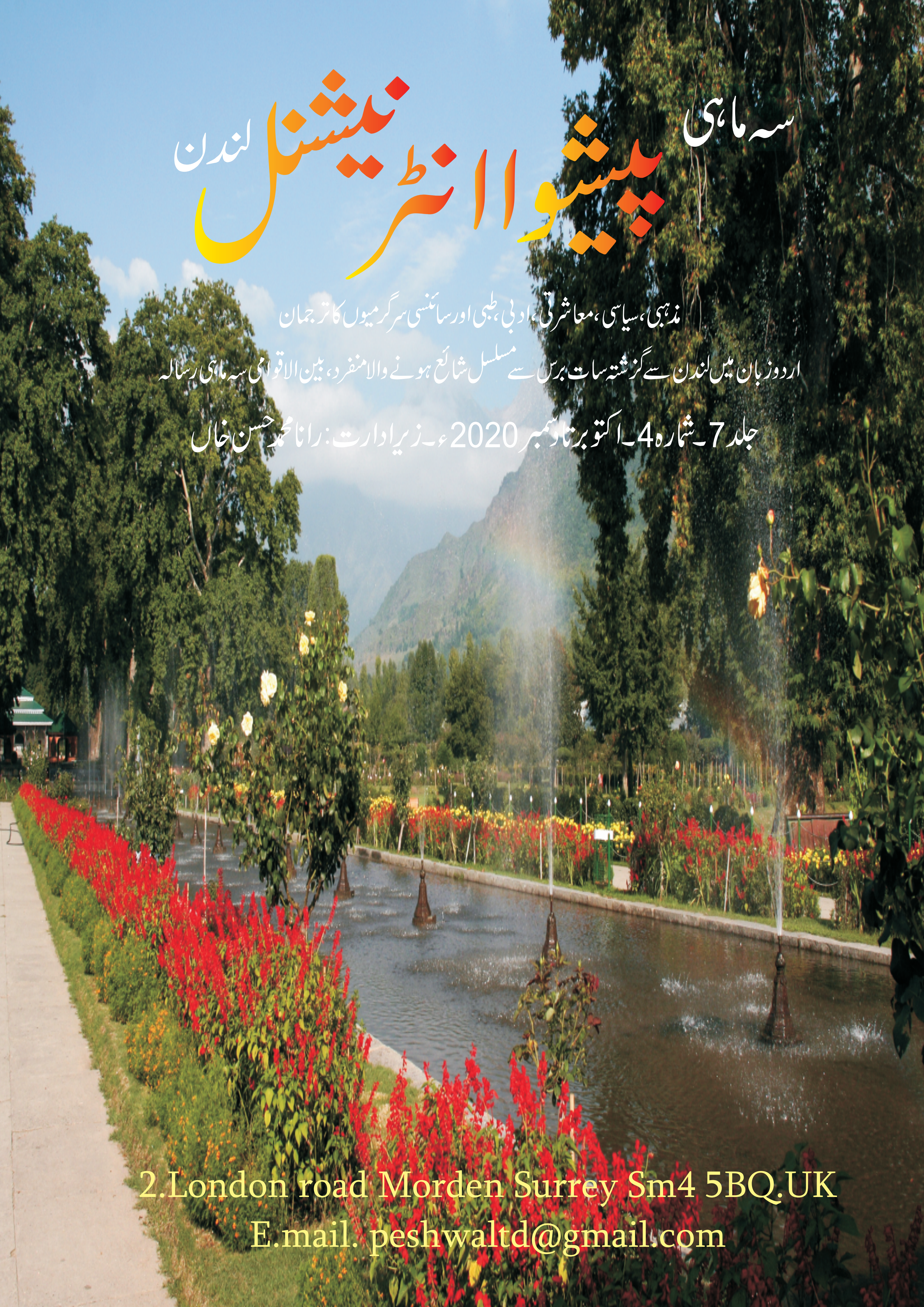

سہ ماہی

پیشوا انٹرنیشنل لندن

مذہبی، سیاسی، معاشرتی، ادبی، طبی اور سائنسی سرگرمیوں کا ترجمان

اردو زبان میں لندن سے گزشتہ سات برس سے مسلسل شائع ہونے والا منفرد، بین الاقوامی سہ ماہی رسالہ

جلد 7۔ شمارہ 4۔ اکتوبر تا دسمبر 2020ء۔ زیر ادارت: رانا محمد حسن خاں

2.London road Morden Surrey Sm4 5BQ.UK

E.mail. peshwaltd@gmail.com

RH DREAM EVENTS LIMITED

RH Dream Weddings

TEL: 020 3674 7909 MOB: 077 9299 8973

- Venue Hire
- Decoration
- Catering
- Cutlery & Crockery
- Service Staff

BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER

Package Price

- Event Management
- Cinematic Videography
- Photography
- DJ-Dhoolchi
- Chauffeur Service

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

چیف ایڈیٹر رانا محمد حسن خاں

نائب ایڈیٹر محمد ثاقب رشید مارکیٹنگ مینیجر رانا عبدالصمد خاں سرورق محمد سلیم انصاری

خصوصی تعاون آر۔ ایچ ایکسیڈنٹ کلیم سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اس شمارہ میں

آیت قرآن الحکیم۔ حدیث النبیؐ۔ مشعل راہ 2
اداریہ ”کورونا کووڈ اور پاکستانی سیاست!!!“ 3
جناح کا پاکستان اور بھارت نواز سیاسی یلغار!! 5
کیا ستارہ بیت لحم، معجزاتی ستارہ ہے؟ 7
کیا کوئی اپنے ملک کی فوج اور عدلیہ پر حملے کرسکتا ہے؟ 9
کیا برطانوی قوانین اسلامی اصولوں کی بنیاد پر وضع کردہ ہیں؟ 11
کیا آپ جانتے ہیں؟ 13
مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار (قسط14) 18
مدینہ منورہ (قسط3) 23
”خلق خدا کی، ملک بادشاہ کا اور حکم کمپنی بہادر کا۔“ 26
اندر کا کرب (افسانہ) 29
برطانیہ میں اسلامی شادیوں کی رجسٹریشن میں تردد کیوں؟ 32
ہومیوپیتھک نسخہ جات برائے جلد، خارش، اکیزیا، چنبل 35
شمائل نبویﷺ (قسط11) 37
میرے اللہ! میرے پیارے! 39
آوارگانِ دشتِ خار (قسط24) سُنّی، شیعہ اتفاق، مفتی کفایت اللہ کے خلاف مقدمہ، مندر کو آگ لگا کر مسمار کردیا!! جنّت کی تلاش! ”مفتی سے جھگڑا نہ عدم کر“، ”دُعا ہی سے فقط کٹتی نہیں زنجیر مولانا“، مولانا محمد خان شیرانی، بمقابلہ مولانا فضل الرحمان 40
”حضرت داؤد علیہ السلام کا خدا کی مدح سرائی کرنا“ 44
راگ کی رانی۔۔۔ عابدہ پروین 45
”عشق کے باب میں بس یہ ہی میسر نکلا“ 46
شعر و شاعری: عبدالحمید عدمؔ، میر حسنؔ، جمیل الدین عالی، بشارت سکھیؔ صاحبہ، شکیلؔ بدایونی، امیر قزلباشؔ، بشیر بدر، منیرؔ احمد باجوہ، امۃ الباری ناصر صاحبہ، ساجدؔ محمود رانا، رانا محمد حسنؔ، راجہ محمد یوسف خان، مبارکؔ صدیقی، جون ایلیا۔۔ 48

PESHWA MAGAZINE INTERNATIONAL

E-mail. peshwaltd@gmail.com

2.London road Morden Surrey SM4 5BQ. UK

قیمت فی شمارہ 1 پاؤنڈ ... سالانہ ممبر شپ فیس برطانیہ 14 پاؤنڈ یورپ 18 یورو آسٹریلیا و امریکہ 25 پاؤنڈز

www.peshwa.co.uk

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

القرآن الحکیم: اِنَّ الَّذِينَ يَكفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقتُلُونَ النَّبِيّنَ بِغَيرِ حَقٍّ وَّ يَقتُلُونَ الَّذِينَ يَامُرُونَ بِالقِسطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرهُم بِعَذَابٍ اَلِيمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ حَبِطَت اَعمَالُهُم فِي الدُّنيَا وَ الاٰخِرَةِ وَ مَا لَهُم مِّن نّٰصِرِينَ۔

یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں کی ناحق سخت مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں میں سے اُن کی بھی شدید مخالفت کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں تُو انہیں دردناک عذاب کی بشارت دیدے۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی ضائع ہو گئے اور آخرت میں بھی۔ اور ان کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔

(سورة آل عمران آیات ۲۲۔۲۳)

حدیث النبی ﷺ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ رَضِیَ اَللَّهُ عَنْهُمَا; أَنَّ اَلنَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم،قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِی: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ ,وَجُعِلَتْ لِیَ اَلْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ,فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ اَلصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وأحلت لی المغانم ولم تحل لأحد قبلی، وأعطيت الشفاعة، وكان النبی يبعث إلى قومه خاصة، وبعثت إلى الناس عامة۔ (صحیح بخاری۔جلد ا۔شائع کردہ نور فاؤنڈیشن۔حدیث نمبر ۳۳۵۔باب التیمم)

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔پانچ ایسی باتیں مجھے دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے وہ کسی کو بھی نہیں دی گئیں۔رعب سے میری مدد کی گئی ہے جو مہینہ بھر کی مسافت تک اثر کرتا ہے اور ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔پس میری امت میں سے جس شخص کو بھی (جہاں بھی) نماز کا وقت آجائے وہ وہیں پڑھ لے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھیں اور مجھے سفارش کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور نبی پہلے محض اپنی قوم کی طرف ہی بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

مشعل راہ: عصر حاضر میں آگے بڑھ جانے اور اور چاہے جانے کی خواہش نے انسانیت کو ادھ موا کر دیا ہوا ہے۔عزت و وقار کے مصنوعی ہار سنگھار کے لیے ہر وہ ذلیل ذرائع استعمال کرنا عام بات ہے جس سے دوسروں کا چہرہ بدنما اور اپنی باعزت،نورانی صورت دکھائی دے۔نام نہاد علماء، سیاستدانوں اور حکمران طبقے میں یہ بیماری عروج پر ہوتی ہے۔ان کے خوبصورت اور قیمتی لبادوں کے پیچھے چھپے کریہہ چہروں اور بدنوں کے دھبوں کو نہ دیکھ سکنے کے سبب عام لوگ ان کو نجات دہندہ سمجھ کر ان کے لیے زندہ باد کے نعرے لگا کر اپنی نسلوں کو بھی ان کی عقیدت کی بھاری زنجیریں پہنا کر انہیں غلامی پر مجبور کر دیتے ہیں۔یہ درست ہے کہ انسانوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے مگر اللہ کو ہرگز دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔حقیقت یہی ہے کہ انسان کسی کو نہ ذلیل کر سکتے ہیں اور نہ ہی عزت و وقار کے ہار پہنا سکتے ہیں۔انسان کے اعمال ہی اس کو اچھا یا برا بناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ. تو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک! تُو جسے چاہے فرمانروائی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے اور تُو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔(آل عمران)

معزز قارئین! یاد رکھنا چاہیے خدا کے تمام وعدے اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں اور اعمال کی توفیق دعاؤں سے حاصل ہوتی ہے اس لیے یہ دعا رسول اللہ ﷺ کو سکھائی گئی تھی۔اور رسول اللہ ﷺ کو تمام انسانوں میں سب سے بہترین مقام عطا فرمایا۔انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے وہی ہے جس کی یہ شان ہے:وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۔(حقائق الفرقان) اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے اعمال کرنے کی توفیق دے جس سے وہ اور ہم راضی ہوں۔

اداریہ

کورونا کووڈ اور پاکستانی سیاست!!!!

تلخ زیادہ اور قلیل شیریں یادیں چھوڑ کر سال ۲۰۲۰ء گزر گیا۔ گزشتہ برس ساری دنیا میں کم وبیش نو کروڑ انسان کورونا کووڈ ۱۹ نامی وائرس کا شکار بنے، تقریباً بیس لاکھ افراد اپنی جان کی بازی ہار گئے۔ ساری دنیا کی معیشت کو زبردست جھٹکے لگنے کے باعث کروڑوں یا شاید اربوں انسانوں کو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑ گئے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں بھوک سب سے بڑا مسئلہ بنتا جا رہا ہے اور ترقی یافتہ ممالک میں بھی بیروزگاری بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے، اور بوجوہ بیکاری، آسائشوں کی کمی نے امیر ممالک کے عوام کو نفسیاتی طور پر بیمار کر دیا ہے۔ نئے سال ۲۰۲۱ء کا آغاز بھی اتنا اچھا نہیں ہوا ہے، کورونا کووڈ ۱۹ وائرس کی دوسری لہر ساری دنیا کے انسانوں کو اپنا خوفناک چہرہ نا صرف دکھا رہی ہے بلکہ بڑی تعداد میں ان کی جانیں بھی لے رہی ہے۔ اچھی خبر یہ ہے کہ اس وائرس کی ویکسین تیار کر لی گئی ہے اور ترقی یافتہ ممالک میں اس ویکسین کو بطور علاج استعمال شروع ہو گیا ہے، اللہ کرے جلد از جلد غریب ممالک بھی اس ویکسین سے مستفید ہوں۔ امید کی جا رہی ہے کہ اس سال اپریل مئی تک وبا پر قابو پا لیا جائے گا، اللہ کرے کہ یہ امید بار آور ہو جائے۔ اللہ تعالی ساری دنیا کے انسانوں کو روحانی، جسمانی اور وبائی امراض سے نجات دے۔ آمین یارب العالمین۔

سال ۲۰۲۰ء میں پاکستان کی حالت مزید بدتر ہو گئی ہے۔ جناب وزیر اعظم عمران خان سے پاکستانیوں نے جو امیدیں وابستہ کی تھیں ان امیدوں کا ان کی حکمرانی کے دوسرے برس بھی خون ہو گیا۔ انتخابات سے پہلے جتنے وعدے عمران خان نے کیے تھے اس کی مثال پاکستان کی مختصر تاریخ میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ اب دو برس سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد یوں لگتا ہے کہ عمران خان کے تمام وعدوں کے پیچھے چھپا ہوا مقصد صرف اور صرف وزیر اعظم بن کر مذہبی جوکروں کی تابعداری کرنا تھا۔ ذرا تصور تو کریں وزیر اعظم کا مشیر مذہبی امور دیوبندی ''مولوی'' طاہر اشرفی ہے، جس کی بداطواری کے چرچے زبان زد عام ہیں اور وفاقی وزیر مذہبی بریلوی مولوی نور الحق قادری ہیں۔ عمران خان کے وعدوں پر اس چوہدری کا قصہ یاد آتا ہے جس کا بیل چوری ہو گیا تھا۔ بیل چوری ہو جانے پر چوہدری بہت پریشان ہوا اس نے اپنے نوکر کو ساتھ لیا اور بیل کی تلاش میں نکل پڑا۔ راستے میں جو بھی مزار آتا، چوہدری اس مزار میں جاتا اور بیل ملنے کی صورت میں ایک بڑی رقم کی نذر مانتا جاتا۔ ملازم جو یہ سب دیکھ رہا تھا اور تھک بھی گیا تھا، کہنے لگا چوہدری صاحب! آپ نے جتنی رقم نذر کرنے کا وعدہ کر دیا ہے اتنی رقم میں کئی بیل آ سکتے ہیں، چلیے واپس چلتے ہیں۔ چوہدری نے جواب دیا کہ ''بس ایک بار بیل مل جائے، وعدوں کو چھوڑو!'' عمران خان صاحب کو بھی جب بیل یعنی وزیر اعظم جیسا شاندار عہدہ مل گیا تو شاید شادمانی میں وہ اپنے وعدے بھول گئے ہیں۔ عمران خان صاحب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے جب پڑتی ہے تو سب وعدے یاد آنے لگتے ہیں مگر تب یہ کہاوت سامنے آتی ہے ''اب کیا ہووت جب چڑیا چگ گئیں کھیت'' عمران خان صاحب شاید آپ اس کہاوت کو نہ سمجھ پائیں اس لیے انگلش میں بھی بتا دیتے ہیں، انگلش کہاوت اس طرح سے ہی کہ ''No crying over spilt milk'' عمران خان صاحب کچھ کام کر لیجیے ورنہ پچھتاوے کی آگ جلا دے گی۔

PTO.

قارئین پیشوا انٹرنیشنل کو ادارہ پیشوا کے منتظمین کی جانب سے نیا سال بہت بہت مبارک ہو۔

پی ڈی ایم پاکستان ڈیموکریٹ موومنٹ کی قیادت عوام کے مسترد شدہ لیڈر مولانا فضل الرحمان کر رہے ہیں اور ان کی قیادت میں دس بڑی اپوزیشن جماعتیں عمران کے خلاف صف آراء ہیں۔ دو برس تک حکومت کے خلاف ایک بھی قابل ذکر جاندار آواز نہیں اٹھی، اگر حکومت اپنے وعدوں پر ایک دو فیصد بھی کام کرتی تو اپوزیشن سوئی رہتی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ عمران پارٹی چور چور اور این آر او کا شور مچاتی رہی، کسی ایک چور کو بھی مجرم ثابت کر کے جیل بھیجنے میں نا کام ثابت ہوئی، الٹا یہ کہ ان کی نظر میں جو سب سے بڑا چور ہے، اسے جیل سے نکال کر عزت سے انسانی ہمدردی کے نام پر باہر بھیج دیا۔ ہماری رائے میں اگر حکومت چور چور اور این آر او کا شور مچانے کی بجائے اپنا کام کرتی اور عدالتوں کو اپنا کام کرنے دیتی تو نتائج مختلف ہوتے۔ افواج پاکستان اور حکومت ایک پیج پر ہے کی ڈگڈگی بجا کر عمران نے جرنیلوں کا بھی بینڈ بجوا دیا ہے، ساری دنیا میں افواج اور حکومت ایک ہی پیج پر ہوتے ہیں اور یہ بات بتانے کی نہیں ہوتی، کیا نواز شریف اور افواج ایک پیج پر نہ تھے، اگر ایک پیج پر نہ ہوتے تو جنرل قمر باجوہ کی مدت ملازمت میں توسیع کیونکر ممکن ہوتی۔ آپ نے نامعقول ڈھنڈورا پیٹ کر آرمی چیف کو متنازع بنا دیا اور ثابت کر دیا کہ آرمی چیف سلیکٹر ہے اور آپ سلیکٹڈ۔ نواز شریف کی گوجرانوالا والی تقریر اسی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اور کراچی میں بھی آپ نے اور فوجی افسران نے سلیکٹر اور سلیکٹڈ والی بات ثابت کر دی۔ ہم بھی جانتے ہیں کہ اپوزیشن میں خاصی بڑی تعداد چوروں کی ہے، مگر ان کے جرائم ثابت کرنا آپ کا نہیں عدالتوں کا کام ہے۔ بہت گھمبیر صورت حال ہو چکی ہے۔ کاش ہمارے ارباب اختیار سولہ دسمبر کے واقع کے پیچھے چھپے عوامل کا جائزہ لیتے تو سوچ سمجھ کر پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے۔ کیا کریں اقتدار کی بھوک نے سیاستدانوں کی بداخلاقیوں نے شرافت کا جنازہ نکال دیا ہے اور عوام کی سوچ زندہ باد، مردہ باد تک محدود ہو گئی ہے۔

قومی وجود میں بظاہر شر کا زہر اتنا پھیل چکا ہے کہ خیر کا پہلو دور دور تک دکھائی نہیں دیتا۔ موجودہ صورت حال کی تصویر کشی درج ذیل قطعہ بخوبی کرتا دکھائی دیتا ہے

جوتوں میں دال بٹ رہی ہے
ٹکڑوں میں قوم بٹ رہی ہے
جہالت کے اندھیرے بڑھ رہے ہیں
دیے کی ضو گھٹ رہی ہے

ہماری رائے میں جب تک وطن عزیز کے آئین کو تبدیل کر کے پاکستان کے تمام شہریوں کو تفریق مذہب وملّت۔ رنگ ونسل اور عقیدہ برابر کے حقوق نہیں دیے جاتے اور انصاف کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور نہیں کیا جاتا ہماری پاک دھرتی، پلید سے پلید تر ہوتی ہی چلی جائے گی۔ اللہ ارباب اختیار اور عوام کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

توجہ فرمائیں

پیشوا ادارہ کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ پیشوا ادارہ تمام سیاسی و مذہبی شخصیات کا تہہ دل سے احترام کرتا ہے مگر ان کے غلط نظریات اور افکار کو بیان کرنے کی قارئین کو اس غرض سے اجازت دیتا ہے تاکہ متذکرہ شخصیات اپنی اصلاح کر سکیں۔ اگر کوئی شخص سمجھے کہ اسے غلط طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے تو وہ بھی حق رکھتا ہے کہ وہ بھی ناقدین کی اصلاح کے لئے اپنا موقف پیش کرے اور ادارہ ایسے مضامین کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ادارہ پیشوا بلا تفریق مذہب وملّت خدمت کا دعوے دار ہے۔ سبھی رسالہ میں اپنے افکار اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ادارہ پیشوا اُن تمام قلمکاروں کو دعوت دیتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین کی آراء اور مشوروں کا منتظر ہے۔ معزز قارئین کی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا اور قارئین کی آراء پر نہ صرف غور کیا جائے گا بلکہ قابل عمل تجاویز پر عمل بھی کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

(چیف ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل۔ لندن)

جناح کا پاکستان اور بھارت نواز سیاسی یلغار!!

(تحریر: رانا عبدالباقی (آتش گل))

پاکستان کی سیاسی تکون عدلیہ، انتظامیہ اور وفاقی کابینہ کے حوالے سے پارلیمنٹ کی حکمرانی پر مشتمل ہے۔ صد افسوس کہ ملک میں دہشت گردی کے ایک المناک واقعہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی ناگہانی موت کے بعد 2008ء کے انتخابات میں آصف علی زرداری اور میاں نواز شریف کے اقتدار کے منصبوں پر فائز ہونے پر وفاقِ پاکستان کی فکرِ جناح کو جس بے دردی سے آئین میں اٹھارویں ترمیم کے ذریعے تبدیل کیا گیا اُس کے نتائج اب وفاقی قومی اداروں پر بھارت نواز بدعنوان سیاسی گروپوں کی یلغار کی شکل میں قوم کے سامنے آ رہے ہیں۔ اِس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ 2008 سے 2018 تک اقتدار کی غلام گردشوں میں موجود آصف علی زرداری اور میاں نواز شریف حکومتوں نے میثاق جمہوریت کے نام پر جس طرح مافیائی نظام کو تقویت دیتے ہوئے قومی اداروں میں ذاتی وفاداری رکھنے والے افراد کو مسلط کر کے نہ صرف ملکی نظم و نسق کو غیر مستحکم کیا بلکہ ملکی وسائل میں لوٹ مار، منی لانڈرنگ اور بے نامی بنک اکاؤنٹ کے ذریعے جو شیطانی بازار گرم کیا گیا اُن کی مثال جمہوری ملکوں کی تاریخ میں خال خال ہی ملتی ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اِن طالع آزما حکمرانوں نے اپنے اِن غیر دانشمندانہ اقدامات سے ملکی عدلیہ کو بھی نہیں بخشا جہاں بظاہر زرداری/شریف حکومتوں نے عدلیہ میں سیاسی حمایت یافتہ ججوں کو تعینات کرنے سے گریز نہیں کیا جس کی مثال اب دنیا بھر میں دی جاتی ہیں کہ پاکستان واحد ملک ہے جس کے سزا یافتہ سابق نااہل وزیراعظم ضمانت پر عدالتی سماعت سے مفرور ہو کر بیشتر دیگر اشتہاری ملزمان کے ہمراہ لندن کی حفاظتی جنت میں بیٹھ کر مملکت پاکستان میں داخلی انتشار پیدا کرنے کیلئے مریم نواز، بلاول بھٹو زرداری، محمود خان اچکزئی اور مولانا فضل الرحمٰن وغیرہ کیساتھ مل کر بھارت نواز لابی کی قیادت کر رہے ہیں۔ مقصد صاف ظاہر ہے کہ نواز شریف، آصف زرداری بدعنوان سیاسی لابی حکومت پر دباؤ ڈال کر این آر آو حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ حیرت ہے کہ سزا یافتہ مریم نواز کو محض عورت ہونے کے ناتے اپیل کی سماعت کے دوران ضمانت پر رہا کیا گیا ہے جو نواز شریف حمایت سے حکومت کے خلاف مہم جوئی میں مصروف ہے اور ملکی سطح پر سیاسی بے چینی پھیلانے کیلئے بھارت نواز سیاسی گروپ کی قیادت کر رہی ہیں جس کا پروپیگنڈا بھارتی اور اسرائیلی بیرونی تھنک ٹینکس اور پاکستان میں موجود چند سہولت کار صحافیوں کی حمایت سے بھارتی میڈیا پر زور شور سے کیا جا رہا ہے۔

پاکستانی عوام اور قومی سیاسی دانشور حیران پریشان ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح کی نام لیوا سیاسی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) اور وفاقی سوچ کے حامل ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی نے جناح و اقبال کی فکر کے برخلاف حزب اختلاف کی تحریک کی قیادت مولانا فضل الرحمٰن کے سپرد کیونکر کر دی ہے جن کے والد **مفتی محمود ببانگ دہل کہتے تھے کہ پاکستان بنانے کے گناہ میں اُن کی جماعت شامل نہیں تھی۔ مولانا فضل الرحمٰن بذات خود بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیتے رہے ہیں** جبکہ محمود خان اچکزئی جن کے جد امجد عبدالصمد اچکزئی نے برطانوی بلوچستان کے بھارت یا پاکستان میں شامل ہونے والے ریفرنڈم میں برٹش بلوچستان کی بھارت میں شمولیت کیلئے گاندھی جی اور جواہر لال نہرو کی ایما پر ریفرنڈم میں ووٹ دینے کے اہل شاہی جرگے کے ارکان کو بھارت کے حق میں ووٹ دینے کی صورت میں 18 کروڑ روپے تقسیم کرنے کی پُر زور تحریک چلائی تھی جسے شاہی جرگے کے نائب صدر محمد خان جوگیزئی نے ناکام بنا دیا تھا۔ کیا محمود اچکزئی بھارتی ایجنسیوں کی بلوچستان میں مہم جوئی کو کامیاب بنانے کیلئے حزب اختلاف کی تحریک میں پیش پیش ہیں۔ حیرت ہے کہ کراچی کے جلسے میں جناح کی مزار کے قرب میں بیٹھ کر اُنہیں یا مولانا فضل الرحمٰن کو یہ توفیق تو نہ ہوئی کہ وہ دربار خداوندی میں ہاتھ اُٹھا کر جناح کے درجات کی بلندی کے لئے ہی دعا کر دیتے البتہ محمود اچکزئی نے فکر جناح کے خلاف اُردو زبان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ایک نیا پنڈورا باکس کھولنے کی کوشش ضرور کی ہے جسے بھارتی اداروں نے قیام

محمود اچکزئی نے فکر جناح کے خلاف اُردو زبان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ایک نیا پنڈورا بکس کھولنے کی کوشش ضرور کی ہے جسے بھارتی اداروں نے قیام پاکستان کے فوراً بعد تخریب کاری کی نیت سے مشرقی پاکستان میں سیاسی خلفشار پیدا کرنے کیلئے شروع کیا تھا اور جس کا پروپیگنڈا بھارتی میڈیا میں اب زور شور سے کیا جارہا ہے۔

اِس سے قبل 2013 میں جب زیارت میں قائداعظم ریذیڈنسی کو بھارتی ایجنسیوں کی ایما پر بی ایل اے کے دہشت گردوں نے دھماکوں سے اُڑایا تھا اُس وقت بھی محمود اچکزئی کا رویہ منفی تھا اور اُنہوں نے میڈیا میں اِس واقعہ کی مذمت کرنے سے انکار کردیا تھا۔ بہرحال مشرقی پاکستان میں بھارتی تخریب کاری کا قلع قمع کرنے کیلئے اُس وقت قائداعظم زندہ تھے لہذا اُنہوں نے بیماری کے باوجود ڈھاکہ میں ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے واضع طور پر کہا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اُردو ہی ہوگی۔ حیرت ہے کہ فکر جناح کے خلاف اِسی تخریب کاری میں حصہ لیتے ہوئے جہاں محمود اچکزئی نے قومی زبان اُردو کے خلاف پروپیگنڈا بکس کھولنے کی کوشش کی ہے وہاں بظاہر میاں نواز شریف کی ایما پر ایک منظّم سازش کے تحت کیپٹن صفدر اعوان اور مریم نواز صفدر مزار بھی مزارِ قائد کی توہین کے مرتکب بھی ہوئے ہیں جسے سندھ کی لیڈر شپ نے پولیس اور فوج کے درمیان قضیہ بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

درج بالا تناظر میں آصف علی زرداری اور میاں نواز شریف کے ذاتی مفاد پر مبنی غیر دانشمندانہ اقدامات کے باعث قومی اداروں میں کرپشن، بدنظمی، اقربا پروری اور بیرونی قرضوں کے ذریعے ملکی معیشت پر تباہی مسلط کرنے کیساتھ ساتھ آصف علی زرداری اور میاں نواز شریف کی جانب سے قومی سلامتی کو پس پشت ڈالتے ہوئے بھارتی لیڈر شپ کیساتھ ذاتی تعلقات کو مہمیز دیکر پاکستان کو جس بے دردی سے بھارت کی طفیلی ریاست بنانے کی کوشش کی ہے اُس کے نتائج آج پوری پاکستانی قوم بھگت رہی ہے۔ فکر جناح کا پاکستان اگر آج زندہ ہے تو اِس کا کریڈیٹ یقیناً افواج پاکستان اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی ٹیم کی ایٹمی صلاحیت کو جاتا ہے جس کی کنجی افواجِ پاکستان کے پاس ہے۔ چنانچہ یہ اَمر انتہائی افسوسناک ہے کہ بھارتی وزیراعظم نریندرا مودی اور اُن کے سیکیورٹی چیف اجیت کمار ڈول کے ایجنڈے پر عمل درآمد کرتے ہوئے میاں نواز شریف نے گزشتہ ہفتے گوجرانوالہ کے جلسے میں افواج پاکستان اور آئی ایس آئی لیڈر شپ کو نہ صرف سخت تنقید کا نشانہ بنایا بلکہ عوام الناس کو فوجی لیڈر شپ کے خلاف اکسانے سے بھی گریز نہیں کیا جسے کراچی جلسے میں بھی مولانا فضل الرحمٰن، محمود اچکزئی، بلاول بھٹو زرداری، مریم نواز اور دیگر مقررین نے بھی مہمیز دی۔ حیرانی کن بات ہے کہ ماضی میں مولانا فضل الرحمٰن بھارتی سلامتی کے چیف اجیت کمار ڈول سے بھی مشاورت میں رہے ہیں جس کے اثرات موجودہ نام نہاد تحریک میں اُنکی تقریروں میں بھی محسوس کئے جارہے ہیں۔

یہ اَمر بھی ناقابل فہم ہے کہ سندھ حکومت جس کے وسائل کی بظاہر وسیع پیمانے پر لوٹ مار کی گئی ہے جس کا اندازہ آصف علی زرداری اور اُن کی ہمشیرہ کے خلاف کرپشن، منی لانڈرنگ اور جعلی بنک اکاؤنٹ کے مقدمات میں فرد جرم عائد ہونے سے بھی ہوتا ہے اور نیب کی جانب سے جس کے مدارک کی کوشش کی جارہی ہے لیکن یہ بھارتی نواز سیاسی گروپ ایک ایسے وقت حکومت پر دباؤ ڈال کر این آر او حاصل کرنے کیلئے وفاقی حکومت کو بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ پاکستان فوج کشمیر کنٹرول لائین، بلوچستان اور سابق فاٹا کے علاقوں میں بھارتی جارحیت اور دہشت گردی کے خلاف حالت جنگ میں ہے اور فکر جناح پر عمل کرتے ہوئے فوجی جوان و آفیسرز پاکستان کی سلامتی کیلئے اپنے جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ ریاست پاکستان کو مضبوط تر بنانے کیلئے قائداعظم نے کراچی میں 23 جنوری 1948 کو پاکستان نیوی کی ایک تقریب میں وضاحت سے کہا تھا کہ "اِس دنیا میں کمزور اور دفاعی قوت سے محروم قومیں دوسروں کو جارحیت کی دعوت دیتی ہیں چنانچہ وہ چاہتے ہیں کہ ملکی سلامتی کو محفوظ تر کرنے کیلئے افواج پاکستان کو مضبوط بنایا جائے۔ جبکہ 13 اپریل 1948 میں پاکستان آرمڈ کور نوشہرہ کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا تھا "فوج کے جذبہ رفاقت کو فراموش نہ کیجیئے، اپنی فوج پر ناز اور اپنے وطن پاکستان سے لگن لازم ہے۔ پاکستان آپ پر انحصار کرتا ہے اور ملک کے محافظ کی حیثیت سے آپ کی صلاحیتوں پر اعتماد رکھتا ہے۔ چنانچہ فکرِ قائد کی روشنی میں وقت آ گیا ہے کہ ریاست کے تینوں ستونوں کو منظّم بھارتی تخریب کی یلغار اور مقامی ایجنٹوں کے خلاف متحد ہو کر فوج کا ساتھ دینا چاہیئے کیونکہ پاکستان اور فکرِ جناح کی قومی حفاظت میں ہی ہماری سلامتی کا راز پوشیدہ ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

کیا ستارہ بیت لحم، معجزاتی ستارہ ہے؟

(تحریر: رانا محمد حسن خاں)

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ 21 دسمبر 2020ء کی رات کو نظام شمسی کے دو بڑے سیاروں مشتری اور زحل کا ملاپ ہوا۔ یہ دونوں سیارے انسانی آنکھ کو ڈبل سیارے کی طرح دکھائی دیے۔ دونوں سیارے ایک دوسرے کے قریب مدار مکمل کرتے ہوئے انتہائی قریب سے گزرتے نظر آئے۔ دونوں سیارے غروب آفتاب کے فوراً بعد افق کے بالکل اوپر جنوب مغربی آسمان میں نظر آئے۔ دسمبر 2020ء میں شہابیوں کی برسات اور سیاروں کے ملاپ نے اس برس کو خاص بنا دیا ہے۔ چونکہ تمام سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں اس لیے اس طرح اکثر سیارے ایک لائن میں یا مثلث کی صورت بناتے رہتے ہیں، مشتری اور زحل کے موجودہ ملاپ کی خاصیت اس وجہ سے ہے کہ یہ دو سیارے جو درحقیقت ہمارے نظامِ شمسی کے سب سے بڑے اور سب سے چمکدار اجسام میں سے ہیں، 800 سال بعد ایک دوسرے کے اتنے قریب آئے ہیں۔ اور آئندہ یہ نظارہ ننگی آنکھ سے 800 سال بعد ہی دکھائی دے گا۔

زحل اور مشتری کا ملاپ

کچھ ماہرین فلکیات اور مذہبی زعما یہی سمجھتے ہیں کہ یہ واقعہ ستارہ بیت اللحم کی واپسی ہے۔ مشتری اور زحل کے اس برس ہونے والے ملاپ کو ستارہ بیت اللحم کا نام دیا جا رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت چند عالم لوگ جس روشنی کی راہنمائی میں بیت لحم پہنچے تھے اسے ستارہ بیت اللحم کہا جاتا ہے۔ اگر یہ مشتری اور زحل کا ملاپ مذہبی زعما کی نگاہ میں ستارہ بیت اللحم کی یاد دلاتا ہے تو یقیناً ان کی سوچ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی بھی گردش کر رہی ہوگی۔ ستارہ بیت اللحم کا نمودار ہونا، شہابیوں کا برسنا، کورونا کووڈ نامی وبا کے ہاتھوں تقریباً دو ملین لوگوں کا مرجانا، عالمی معیشت کا تباہی کے کنارے پہنچنا، بداخلاقیوں اور ناانصافیوں کا طومار وغیرہ وغیرہ نے عیسائی دنیا کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے، دوسرے لفظوں میں یہ سمجھا جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ روحانی بیماریوں کے سبب ہو رہا ہے، اور ان روحانی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ہے، مسلمانوں کی اکثریت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے۔

مشتری اور زحل کا ملاپ جسے ستارہ بیت اللحم کہا جا رہا ہے اسے 17 ویں صدی میں جرمنی کے ایک ماہر فلکیات اور ماہر ریاضی دان جوہانس کیپلر نے ''معجزاتی ستارہ'' قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر کیرولین کرافورڈ کے مطابق 2000 سال قبل لوگ رات کے وقت آسمان پر ہونے والے واقعات سے متعلق خبر رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے کہ بیت اللحم کا 2000 سال پرانا معجزاتی ستارہ سیاروں کا اسی قسم کا ملاپ ہو۔

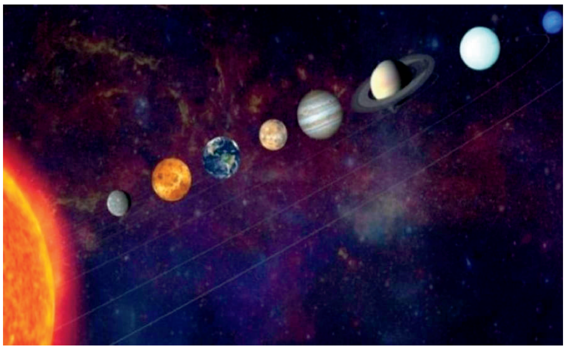

سورج اور اس کے گرد گھومنے والے مشہور سیارے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ بیت اللحم کے متعلق بائیبل میں جو ذکر ملتا

ہے اسے بھی بیان کر دیا جائے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ:۔

”ہیرودیس بادشاہ کے زمانے میں یسوع یہودیہ کے بیت لحم گاؤں میں پیدا ہوا یسوع کی پیدائش کے بعد مشرقی ممالک کے چند عالم یروشلم آئے، ان عالموں نے لوگوں سے پوچھا کہاں ہے؟ یہودیوں کا بادشاہ جو یہاں پیدا ہوا ہے؟ اس کی پیدائش بتانے والا ایک ستارہ مشرق میں طلوع ہوا ہے جس کو دیکھ کر ہم اس کو سجدہ کرنے آئے ہیں۔

جب ہیرودیس اور یروشلم کے تمام لوگوں کو یہودیوں کے نئے بادشاہ کے بارے میں معلوم ہوا تو پریشان ہو گئے۔ ہیرودیس نے فوراً تمام یہودی کاہنوں کے راہنما اور معلمین شریعت کو یکجاہ کیا، اوران سے دریافت کیا یسوع کے پیدا ہونے کی جگہ کون سی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ یہودیہ کے بیت لحم شہر میں پیدا ہو گا۔ کیونکہ نبی نے تحریروں میں اسی طرح لکھا ہے۔۔۔۔تب ہیرودیس نے خفیہ طور پر مشرقی ممالک کے مذہبی عالموں کو بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ انہوں نے اس ستارے کو ٹھیک کس وقت پر دیکھا۔ ہیرودیس نے ان مذہبی عالموں سے کہا تم سب جاؤ اور ہوشیاری سے ڈھونڈو کہ وہ بچہ کہاں ہے پھر بچہ ملے تو آکر مجھے بتاؤ۔ کہ میں بھی جا کر اسے سجدہ کروں۔

مذہبی عالم بادشاہ کی بات سن کر جب وہاں سے نکلے، انہوں نے مشرق میں طلوع ہوئے اس ستارے کو دیکھا اور وہ اس ستارے کے پیچھے ہو لیے۔ اور وہ ستارہ ان کے سامنے چلا اور اس جگہ پر جا کر ٹھہر گیا جہاں پر وہ بچہ تھا۔ وہ اس ستارے کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ جب وہ اس گھر میں آئے اور بچہ کو اپنی ماں مریم کے پاس پایا تو اس کے سامنے گر کر سجدہ کیا، اور اپنے قیمتی تحفے کھول کر اس میں سے سونا، لُبان اور مُر اس کو نذر کیا۔ لیکن خدا نے ان مذہبی عالموں کو خواب میں ہدایت دی کہ تم ہیرودیس کے پاس دوبارہ نہ جاؤ۔ وہ عالم دوسری راہ سے اپنے ملک کو گئے۔

(متی کی انجیل۔ باب ۲۔ آیات ۱ تا ۱۶)

معزز قارئین! اور اللہ نے یوسف کو خواب میں کہا بچے کو لے کر تا حکم ثانی مصر لے جاؤ۔۔ اور بعد اس کے ہیرودیس نے بیت لحم اور اس کے اطراف کے تمام دو برس عمر کے معصوم بچوں کو قتل کروادیا تھا۔ ہیرودیس کے مرنے کے بعد یوسف اللہ کی منشاء کے مطابق واپس اسرائیل کے علاقے گلیل واپس آ گئے۔۔۔۔

عیسائی دنیا اس وقت مشتری اور زحل کا ملاپ دیکھ کر اسے کرسمس اسٹار بھی کہہ رہی ہے۔ ایسا کہہ دینے سے انسانوں کی پیاسی روحوں کی پیاس نہیں بجھ سکتی۔ جس طرح پہلے کرسمس سٹار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد دکھائی دیا تھا کچھ بعید نہیں اس مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا اعلان ہوا اور اسے تلاش کرنے کی ترغیب دی گئی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق بھی بائبل نے چاند، ستارے اور آسمان کا ذکر کیا ہوا ہے، چنانچہ متی کے باب ۲۴ میں لکھا ہے:۔

”اور فوراً اُن دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اور اُس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اُس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اُس کنارے تک جمع کریں گے۔“

اور ایسی ہی پیشگوئی اسلامی لٹریچر میں بھی ملتی ہے، چنانچہ احادیث کی کتاب دار قطنی میں لکھا ہے:۔

”ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان کے مہینے میں چاند کو (اس کی مقررہ تاریخوں میں سے) پہلی رات اور سورج کو (اس کی مقررہ تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا اور جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ دو نشان ظاہر نہیں ہوئے۔“

(دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف)

ان روائتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کی آمد اور رخصت پر آسمان پر ہلچل ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری پر بھی رمی شہب ہوا تھا۔۔۔۔۔ (بقایا صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

مشرقی اُفق

کیا کوئی اپنے ملک کی فوج اور عدلیہ پر حملے کر سکتا ہے؟

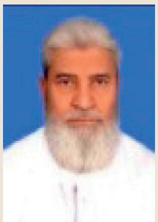

میر افسر امان۔اسلام آباد

جی ہاں دنیا میں پاکستان ایک واحد ایسا ملک ہے جس میں الیکشن ہارنے والے سیاست دان فوج اور عدلیہ پر حملے کر رہے ہیں۔ ویسے تو الیکشن میں دھاندلی کی یہ ریت پرانی ہے۔مگر پہلے وقتوں میں ذرا دھیمے راگ میں ہوتی تھی۔ جیسے ڈکٹیٹر ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، نواز شریف اور اب عمران خان حکومت کے خلاف الیکشن میں دھاندلی کے الزام لگے ہیں۔مگر اس دفعہ سیاست دانوں نے کرپشن زیادہ کی اس لیے اس کی شدت بھی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔اپوزیشن نے فوج اور عدلیہ پر الیکشن میں دھاندلی اور فیصلوں میں جانبداری کے الزام لگا کر ملک کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔کیا شاید فوج نے اس دفعہ ان کو موقعہ نہیں دیا؟۔بلاول زرداری پرچی چیئر مین نے سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے پرچارک نواز شریف سے ثبوت مانگے ہیں۔

سیاست دانوں کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ جو فیصلے (بقول ان کے) یہ ادارے کر چکے ہیں وہ ان کے دباؤ ڈالنے پر کبھی بھی واپس نہیں لیں گے؟۔ کیا یہ ادارے الیکشن میں ہارے ہوئے سیاست دانوں کے ناجائز دباؤ میں آ کر اپنے فیصلوں کو خود بدل کر عوام میں اپنی بے توقیری کرائیں گے؟ جبکہ ملک کے دکھیا عوام، فوج اور عدلیہ کے ساتھ کھڑی ہے۔سیاست دانوں نے عوام کے خون پسینے کی کمائی کو لوٹ کر باہر منتقل کر دیا۔ان کی جائیدادیں باہر ملکوں میں ہیں۔کسی کے سرے محل تو کسی کے قیمتی فلیٹس وغیرہ۔ان کے بچے باہر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ان کا علاج باہر ملکوں میں ہوتا تھا۔ان کا کاروبار باہر ملکوں میں ہے۔بے نظیر بھی کہتی تھیں پاکستان میں سیاست دانوں کے پیسے محفوظ نہیں اس لے باہر رکھتے ہیں۔نواز شریف نے بھی کہا تھا کہ کرپشن کرنے والے نشان نہیں چھوڑا کرتے۔عوام کہتے ہیں کہ نواز شریف نے ایک اتفاق فونڈری سے گیارہ ملیں کیسے بنائیں؟

زرداری صاحب کراچی بھمبیو سینما کے ٹکٹ بلیک میں فروخت کیا کرتے تھے۔ملک اور غیر ملک اتنی جائیدادیں کیسے بن گئیں۔کیا سرے محل کی وجہ سے مسٹر ٹین پرسنٹ کا لقب ملا؟ عوام کے مطابق زرداریوں کو آصف علی زرداری کی بے نظیر بھٹو سے شادی کی صورت میں سونے کی چڑیا مل گئی تھی۔ یہ بھی اپوزیشن کو یاد رکھنا چاہیے کہ زرداری صاحب نے جب غلط طریقے سے ملک کی فوج کو کہا تھا کہ آپ کی اینٹ سی انیٹ بجا دوں گا۔میرے پاس آپ کے سارے ریکارڈ موجود ہیں۔پھر خود ساختہ جلا وطنی پر چلے گئے۔منت سماجت کرنے کے بعد واپس آئے۔کیا فوج اور عدلیہ پر ناجائز حملے کرنے والے ایم کیو ایم کے سربراہ غدارِ وطن الطاف حسین کی روداد سے سیاستدان ناواقف ہیں؟

عجیب اتفاق ہے کہ سیاست دان اس کا ادراک نہیں رکھتے کہ ملک کے یہ دو ادارے بہت ہی اہم ہیں۔ان اداروں کو اختیارات پاکستان کے آئین نے دیے ہیں جو خود سیاست دانوں نے بنایا ہے۔سیاست دان یہ بھول گئے ہیں کہ فوج ملک کی اندرونی اور بیرونی سرحدوں کی محافظ ہے۔فوج نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے ملک سے دہشت گردی کو شکست دی۔کیا دہشت گرد ہمارے محافظوں کے سروں کو فٹ بال بنا کر ان سے نہیں کھیلے؟ عدلیہ کے ججوں نے جان کی پروا کیے بغیر دہشت گردوں کو سزائیں سنائیں۔عدلیہ ان ہی سیاست دانوں کے حق میں فیصلے دے کر ان کو انصاف پہنچاتی رہی ہے۔پھر میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو والی بات کیوں ہے؟

جب نواز شریف صاحب کی فیملی کا آف شور کمپنیوں میں نام آیا۔نواز شریف صاحب کھَرَائے، دو دفعہ الیکٹرونک میڈیا میں ایک دفعہ پارلیمنٹ میں عوام کے سامنے نامکمل ثبوت رکھے۔بڑے فخر سے کہا جنابِ اسپیکر یہ ہیں ثبوت! مگر بعد میں عدالت میں منی ٹریل پیش نہیں کر سکے۔قطری خط سے بھی کچھ نہ بنا۔ نواز شریف کے کہنے پر سپریم کورٹ نے مقدمہ سنا۔جب عدلیہ کا پہلے فیصلہ

(بقول ان کے)ان کے حق میں آیا تو مٹھایاں بانٹیں گئیں۔ جب دوسرا اور مکمل فیصلہ آیا جس میں نواز شریف کو پاکستان کے آئین کی دفعہ ۶۲۔۶۳ کے تحت سپریم کورٹ کے فل بینچ نے سیاست سے تاحیات نا اہل قرار دیا، تو ملک کی اعلی اور معزز سپریم کورٹ کے خلاف محاذ بنالیا۔فوج پر بھی الزام تراشی کی کہ سب کچھ فوج کر رہی ہے۔شہروں شہر کہا'' مجھے کیوں نکالا۔ ووٹ کو عزت دو''۔ پیپلز پارٹی کے رہنما اور سنیئر وکیل اعتزاز احسن صاحب پھر صحیح کہتے تھے کہ اس سے قبل عدلیہ نواز فیملی کے حق میں فیصلے دیتی تھی۔ ذرائع اس میں اضافہ کرتے ہیں کہ نون لیگ والے اپنے دور میں جسٹس قیوم صاحب کو فون پر آڈر دے کر سیاسی مخالفوں کے خلاف فیصلے لیتے تھے۔مخالف اس کی ویڈیو بھی عوام کے سامنے رکھتے ہیں۔

عوام جانتے ہیں کہ ملک میں پینتیس سالہ دور حکومت میں پیپلز پارٹی اور نون لیگ نے اداروں میں اپنے بندے بھرتی کیے۔ یہ ان دونوں جماعتوں کی کرپشن چھپانے میں مدد کرتے ہیں۔کبھی ریکارڈ جلا دیتے، تو کبھی غائب کر دیتے ہیں۔زرداری صاحب کے میگا کرپشن کیس نیب نے یہ کہہ کر بند کر دیے تھے کہ فوٹو اسٹیٹ پر مقدمے نہیں چلا سکتے؟ نیب سے عوام پوچھتی کہ آپ نے ریکارڈ جلانے یا غائب کرنے والوں کو کیوں نہیں پکڑا؟ مسئلہ تو اقتدار میں رہ کر عوام کے پیسوں لوٹنے کا ہے۔اس میں تو نیب کو جڑوں تک جانا چاہیے تھا۔نیب کو اس کے مکمل اختیارات ہیں۔ایک موقعہ پر نواز شریف صاحب نے خود فرمایا تھا کہ کرپشن کرنے والے نشان نہیں چھوڑتے۔ بے نظیر صاحبہ کہہ چکیں، سیاست دان پیسے باہر اس لیے رکھتے ہیں کہ پاکستان میں ان کے پیسے محفوظ نہیں ہوتے۔ جبکہ پچھلے پینتیس سالوں سے دونوں کی پارٹیاں ملک کی حکمران رہی ہیں۔ سپریم کورٹ بہت پہلے کہہ چکی ہے کہ سیاست دانوں نے ملک کے سارے ادارے تباہ کر دیے ہیں۔ یہ بات پارلیمنٹ کی پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نے بھی اپنے اجلاس میں کہی تھی۔ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نے اپنی آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے انہیں حکماً بلایا تو حاضر ہوئے۔ کرپشن کو کنٹرول کرنے کے بارے میں کمیٹی نے اس سے سوال کیے، کہا گیا کہ آپ نے کرپشن کو کیوں نہیں کنٹرول کیا۔تو سب نے اپنے ہاتھ اُٹھا دیے تھے۔ اپوزیشن کے دباؤ کا صاف مطلب ہے کہ کرپٹ سیاست دانوں کے خلاف جاری کرپشن کے مقدمے ختم نہ کئے تو وہ ملک کو داؤ پر لگا دیں گے؟ اسی صورت حال میں وطن سے محبت کرنے والے ذرائع کہتے ہیں کہ ملک کے ان اداروں کو مل بیٹھ کر ضرور کوئی ایسا قانونی اقدام کرنا چاہیے کہ ملک سے لوٹا ہوا پیسا بھی واپس غریب عوام کے خزانے میں جمع ہو۔ اگر اس وقت کرپٹ سیاست دانوں کے دباؤ میں آ کر ان کو کسی قسم کا بھی این آر او دے دیا گیا تو پھر کوئی بھی پاکستان سے کرپشن ختم نے کر سکے گا؟ اپوزیشن کے بیانیہ سے ہمارا ازلی دشمن بھارت فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ وہ کوئی بھی بہانا بنا کر پاکستان کو ختم کر کے اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اقتدار تو آنی جانی شے ہے۔ ملک ہے تو سیاست ہے۔ اگر خدانخواستہ ملک کو نقصان پہنچتا ہے تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی، یہی مقافات عمل ہے۔

یادگار تصاویر: جنرل قمر باجوہ، نواز شریف اور عمران خان کے ساتھ محو گفتگو۔

نوٹ: کسی بھی مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ پیشوا انٹرنیشنل کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

کیا برطانوی قوانین اسلامی اصولوں کی بنیاد پر وضع کردہ ہیں؟

(تحریر: ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

قارئین کرام! اکثر ہمیں یہ جملہ یا تبصرہ سننے کو ملتا ہے کہ اسلام نے جو قوانین مسلمانوں کو عطا کیے،ان کو مسلمانوں نے تو بھلا دیا لیکن مغربی، غیرمسلم معاشروں نے انہیں اپنالیا اوران پر عمل کر کے اپنے اپنے مما لک میں عدل وانصاف اور فلاحی معاشرتی مملکتوں کے قیام اوردوام کے لئے استعمال میں لے آئے۔

اسی طرح سے ان ملکوں میں جو بھی عوامی بھلائی اورعدل کے قیام کے لیئے جب بھی کوئی اقدام کیا جاتا ہے تو فٹ سے ہمارے سربراہان حکومت کیا اور عوام کیا، اس پر بطور مسلمان اپنی اجارہ داری یا ملکیت کا دعویٰ کرنے میں ایک منٹ کی تاخیر نہیں کرتے کہ یہ تو ہمارے مذہب کی تعلیم ہے۔ایسا کہتے ہوئے انہیں ایک لمحے کو بھی شرم یا خیال نہیں آتا کہ اچھا یہ تعلیم ہمارے مذہب کی ہے تو خود اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟۔

یہاں سے ایک ثانوی بحث بھی عموماً جنم لیا کرتے ہے کہ کیا عدل وانصاف اور فلاح و بہبود پر مبنی حکومت کا قیام مذہب کا ہی رہین منت ہوتا ہے؟۔انسانی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جہاں ایک فلاحی حکومت کا قیام دیکھنے کو ملا جبکہ اس کی بنیاد کوئی مذہبی اصول نہ تھے۔یہ وہی بحث ہے کہ کیا کوئی غیر مذہبی شخص اعلیٰ انسانی اوراخلاقی اقدار کا حامل یا شریف، ہمدرد اور بے ضرر قسم کا انسان دوست شخص نہیں ہوسکتا؟۔انڈہ پہلے یا مرغی کی بحث کی طرح یہ بحث بھی کبھی کسی منطقی انجام یا قطعی نتیجہ پہ نہیں پہنچا کرتی۔

بہرحال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرم اللہ وجہہ سے منسوب یہ قول بھی مدنظر رہنا چاہیئے کہ ”کفر کی حکومت تو چل سکتی ہے لیکن ظلم کی حکومت ہرگز نہیں چل سکتی“، مندرجہ بالا تمہیدی بحث کا ایک جواب بھی سمجھا جا سکتا ہے اور اپنے اندر سمٹے ہوئے بہت سارے پیغامات کا خلاصہ بھی۔

اکثر مغربی یورپی مما لک خصوصاً برطانیہ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس کے قوانین اسلام سے قریب تر محسوس ہوتے ہیں۔اس بات میں کتنی حقیقت ہے؟۔کیا برطانوی قوانین اسلامی اصولوں کی بنیاد پر وضع کردہ ہیں؟،یا چونکہ وہاں حقدار کو اس کا حق ملتا ہے اور عدل وانصاف بہم پہنچانے میں چونکہ تاخیر نہیں کی جاتی اس لئے اس حوالہ سے ہمیں ویسے ہی اسلامی تعلیمات یاد آجاتی ہیں اور ہم بے اختیار انسانی نفسیاتی ردعمل کے طور پر محاورۃ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اصل اسلام تو یہ ہے جس پر یہ لوگ عمل کر رہے ہیں۔اور یا پھر واقعتاً بات کچھ اور ہے؟۔وہاں کے قوانین واقعی اسلامی قوانین سے اخذ کردہ ہیں؟۔اس مختصر تحریر میں اسی حوالہ سے کچھ معروضات پیش ہیں۔اس امید پر کہ ماہرین قوانین، خاص کر موجودہ دنیا میں رائج مختلف مما لک کے قوانین کی تاریخ پڑھنے اور پڑھانے والے اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ جب انگلستان میں اپنے قیام کے دوران انہوں نے وہاں قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تو مختلف تعلیمی اداروں میں سے انہوں نے دی لنکن اِن نامی ادارہ کو منتخب کیا۔اس کی واحد وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ اس عظیم تاریخی درس گاہ کے داخلی دروازہ پر پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام تاریخ انسانی کی نمایاں قانون ساز ہستیوں کے ناموں کے ساتھ کندہ کیا گیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ تصویر دنیا کے ان بڑے بڑے رہنماؤں کی تصاویر کے ساتھ موجود ہے(یا تھی) جنہوں نے دنیا کو قوانین سے متعارف کرایا تھا۔

قارئین کرام، چاہے نام لکھا گیا ہو یا تصویر بنائی گئی ہو،راقم کے نزدیک اس واقعہ سے ایک بات کا پتہ تو بہرحال چلتا ہے کہ برطانیہ کے اس قانونی تعلیمی ادارہ میں اسلامی قوانین کے بارہ میں ضرور پڑھایا جاتا ہوگا۔خواہ تعارفی طور پر ہی کیوں نہ سہی۔ورنہ محض گیٹ پر نام لکھ دینے یا تصویر بنا دینے سے تو کوئی

مقصد پورا نہیں ہوسکتا، خاص کر درس وتدریس کے حوالہ سے۔

بی بی سی میگزین کی اشاعت 24 ستمبر 2008 میں شامل ایک تحقیقی مضمون جو مُکّل دیوی چند صاحب کا تحریر کردہ ہے شائع ہوا تھا۔ اس میں آپ نے اس موضوع کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ برطانیہ کے اعلیٰ سطحی قانونی مدارس میں نہ صرف یہ کہ اسلامی قوانین کا تعارف پیش کیا جاتا تھا بلکہ برطانوی قوانین کو ان سے ہم آہنگ کرنے کی شعوری کوشش بھی کی جاتی تھی۔

آپ لکھتے ہیں کہ یہ جو برطانوی قانون یوروپ، خصوصاً روایتی رومن لاء سے اس قدر جداگانہ معلوم ہوتا ہے، اس کی گمشدہ کڑی ہمیں اسلامی قوانین کا مطالعہ کرنے سے مل سکتی ہے۔ آپ نے لکھا کہ یہی وجہ ہوسکتی ہے کہ حال ہی میں برطانیہ میں شریعہ لاء کو بھی ایک برطانوی قانون کی حیثیت سے اپنا لینے کا حکومتی اعلان بڑی آسانی اور بغیر کسی پس وپیش کے کردیا گیا تھا۔

آپ نے لکھا کہ لندن کے تاریخی دیوان عدالت (Inns of Court) دیکھنے جائیں تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک چرچ کے اندر قائم کیا گیا تھا۔ اور واضح رہے کہ ازمنہ وسطیٰ کے اسلامی دور میں مساجد کے اندر قائم مدرسوں میں اسلامی فقہ پڑھایا جاتا تھا اور اس کی بنیاد پر قانون سازی بھی کی جاتی تھی۔ اس لئے برطانوی قانون سازی کی جگہ کے لئے بھی چرچ کا انتخاب کیا گیا تھا۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ آکسفورڈ میں 1264ء میں قائم کئے گئے مرٹن کالج کی بنیاد جب رکھی گئی تو اس کے انتظام وانصرام کے کے لئے "ٹرسٹی بورڈ" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ بھی اسلام کے نظام "وقف" سے لیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ اکسفورڈ کے ایک مؤرخ کا کہنا ہے کہ یہ کوئی اچنبے کی بات نہیں، کیونکہ مغرب نے حساب سے لے کر فلسفے تک کے بہت سے دیگر علوم بھی تو اسلامی دنیا سے اخذ کئے اور اپنائے ہیں۔ ان پر بھی اسلام کی چھاپ موجود ہے۔

مصنف نے لکھا ہے کہ انگلستان میں جس قسم کا "جیوری سسٹم" قائم ہے وہ اسلام میں موجود مالکی فقہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ماجرا کیسے اور کیوں کر رونما ہوا۔ دیوی چند صاحب کے نزدیک اس کا سراغ ہمیں سسلی (Sicily) سے مل سکتا ہے جہاں نویں صدی سے لے کر گیارہویں صدی عیسوی تک مسلمان حکمران رہے تھے۔ ان حکمرانوں کا تعلق سنی اسلام کے مالکی مذہب سے تھا۔

جب گیارہویں صدی میں نارمن رؤسا (Norman barons) کا اثر ورسوخ اور بالآخر عملداری سسلی میں قائم ہوئی تو انہوں نے وہاں پر رائج اسلامی قوانین اور فقہ کا بغور مطالعہ کیا اور اس سے خوب استفادہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ نارمنز کے ذریعہ سے اسلامی قوانین اور فلاحی مملکت کے قیام اور اسے چلانے کے سنہرے اصول برطانوی بادشاہ ہنری دوم تک پہنچے جس کا ان رؤسا سے خونی تعلق تھا۔ انگلستان کی تاریخ میں یہی بادشاہ ہنری دوم ہوگزرا ہے جس نے برطانیہ کے "کامن لاء" کی بنیاد رکھی۔ اور چونکہ وہ مبینہ طور پر اسلامی تعلیمات سے بہت متاثر تھا، برطانیہ کا "کامن لاء' ہمیں اسلام سے بہت قریب معلوم ہوتا ہے"۔

http://news.bbc.co.uk/2/hi/uk_news/magazine/7631388.stm

قارئین کرام اب اس سے بھی مزید دلچسپ انکشاف یہ ہے کہ یہ جو انگلستان کا بادشاہ ہنری دوم تھا، اس کے بارہ میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ وہ محض اسلامی تعلیمات سے متاثر ہی نہیں بلکہ خفیہ طور پر مسلمان بھی ہو چکا تھا۔ اور ایک موقعہ پر اس نے آرچ بشپ آف کینٹربری (archbishop of Canterbury) سے کسی بات پر ناراض ہوجانے پر پوپ الیگزنڈر سوم کو باقاعدہ "دھمکی" بھی دے ڈالی تھی کہ وہ صلیبی مذہب کو ترک کرکے اسلام قبول کرنے کا باقاعدہ اعلان کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا!۔

یہ انکشاف بی بی سی ہسٹری میگزین BBC History Magazine کی 6 / اپریل 2020 کی آن لائن اشاعت میں کلاڈیا گولڈ صاحبہ نے اپنے تحقیقی مضمون میں کیا ہے۔ آپ لکھتی ہیں کہ ہنری دوم ایک عجیب وغریب قسم کی منفرد شخصیت کا مالک تھا۔ وہ ہر کس وناکس کو بے دھڑک اور بلاخوف دھمکیاں دے کر اپنا کام کروانے کے لئے معروف تھا۔ مسلمان ہوجانے کی دھمکی اس نے پوپ کو اس وقت دی جب کہ یروشلم کو مسلمانوں سے آزاد کروانے کے لئے صلیبی جنگوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ پوپ کی طرف سے ان مذہبی جنگوں کے جواز کا فتویٰ جاری کیا جاچکا تھا، ایسے میں ہنری دوم جو نہ صرف انگلستان کا بادشاہ تھا بلکہ۔۔

بقایا۔ صفحہ ۱۷

کیا آپ جانتے ہیں؟

شگفتہ حسن صاحبہ۔لندن

ا۔ خچر ایک ایسا جانور ہے جس کی مادہ نہیں ہوتی۔۔

۲۔دودھ دینے والے جانوروں میں سب سے کم دودھ ہتھنی کا ہوتا ہے۔۔ہاتھی کے دماغ کا وزن ساڑھے پانچ کلوگرام ہوتا ہے اور ہاتھی تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔

۳۔چمگادڑ دنیا کا واحد پرندہ ہے جس کے دانت ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو دودھ بھی پلاتا ہے۔۔چمگادڑ کی اوسط عمر بیس برس ہوتی ہے۔۔چمگادڑ کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔

۴۔الو ایک ایسا پرندہ ہے جو اپنے شکار کو مکمل طور پر نگل لیتا ہے اور پھر بارہ گھنٹے بعد پر، ہڈیاں اور کھال ایک گیند کی شکل میں باہر نکال دیتا ہے۔ الو مغرب میں عقلمندی اور مشرق میں نحوست کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

۵۔جھینگر کے کان اس کی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں۔سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ دومختلف نسلوں کے کیڑے دونسلی بچے پیدا کرتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک نسل کی مادہ جھینگر جنسی عمل کے دوران دوسری نسل کے نر جھینگر کو کھا جاتی ہے۔تجربات سے ثابت ہوا کہ مادہ جھینگر جب بھوکی ہوتی ہے تو نر جھینگر سے ہم صحبت ہوتی ہے۔مادہ نر جھینگر کو اس کے پروں سے کھانا شروع کرتی ہے۔

جھینگر

۶۔شرمپ نامی مچھلی کا دل اس کے دماغ میں ہوتا ہے۔

۷۔کاڈ مچھلی ایک برس میں نوے لاکھ انڈے دیتی ہے۔

۸۔ڈولفن کو سمندر کا کھلاڑی کہا جاتا ہے۔

۹۔دنیا کا سب سے بڑا جانور نیلی وہیل ہے اس کا وزن تقریباً ۱۹۰ میٹرک ٹن ہوتا ہے۔

۱۰۔پلائس Plaice نامی مچھلی کی دونوں آنکھیں دائیں طرف ہوتی ہیں۔

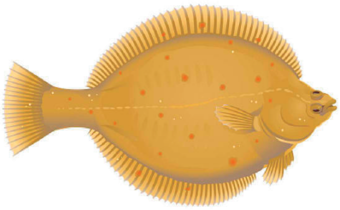

۱۱۔دنیا کا سب سے سست رفتار جانور گھونگا ہے جو ۵۸ سینٹی میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔

۱۲۔اسفنج ایک ایسا جانور ہے جس کے ہاتھ پاؤں، کان، ناک، منہ وغیرہ نہیں ہوتے۔

۱۳۔بندر کے دو دماغ ہوتے ہیں، ایک تمام بدن کو کنٹرول کرتا ہے اور دوسرا اس کی دم کو کنٹرول کرتا ہے۔

۱۴۔عام مکھی اڑتے وقت اپنے پروں کو ۱۹۸۰۰ انیس ہزار آٹھ سو مرتبہ اوپر نیچے کرتی ہے۔

۱۵۔شتر مرغ کا انڈا سب سے بڑا ہوتا ہے۔۔شتر مرغ واحد پرندہ ہے جس سے چمڑا حاصل کیا جاتا ہے۔

۱۶۔کینگرو کی چھلانگ سب سے لمبی ہوتی ہے۔کینگرو پیدائش کے وقت اندھا ہوتا ہے۔

۱۷۔ملک کولمبیا کو مگرمچھوں کا دارالحکومت کہا جاتا ہے۔

۱۸۔جانوروں میں سب سے کم عمر چیونٹیوں کی ہوتی ہے۔

۱۹۔پرندوں میں سب سے زیادہ عمر کوے کی ہوتی ہے۔

۲۰۔پرندوں میں سب سے زیادہ گہرائی میں غوطہ لگانے والا پرندہ

پینگوئن ہے۔پینگوئن انتہائی تیز تیراک پرندہ ہے۔

۲۱۔Platypus یعنی Duck Bill نامی جانور کو عالمِ حیوانات کی پہیلی قرار دیا گیا ہے۔یہ انڈے دیتا ہے اور انڈوں سے نکلنے والے بچوں کو دودھ پلاتا ہے۔اسے اپنے وزن کا بیس فیصد کھانا روزانہ چاہیے ہوتا ہے جس کے لیے یہ روزانہ بارہ گھنٹے تگ و دو کرتا ہے۔یہ جانور آسٹریلیا اور تسمانیہ میں پایا جاتا ہے۔آسٹریلیا کے قدیم لوگ اسے کھانے کے لیے شکار کرتے تھے۔اسے دیکھنے پر لگتا ہے کہ جیسے اسے مختلف جانوروں کے بدنی حصوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے۔یہ پانی کے قریب بل بنا کر رہتا ہے مادہ انڈے رکھنے کے لیے پانی سے کم از کم بیس میٹر اونچا، قدرے گہرا بل بنا کر اس میں گھونسلا بناتی ہے۔چار مہینے بعد اپنے بچوں کو اکیلا چھوڑ دیتی ہے۔اس جانور کے بچے اندھے اور دانت دار پیدا ہوتے ہیں۔مادہ کی دو بیضہ دانیاں ہوتی ہیں مگر صرف بائیں طرف کی کارآمد ہوتی ہے۔

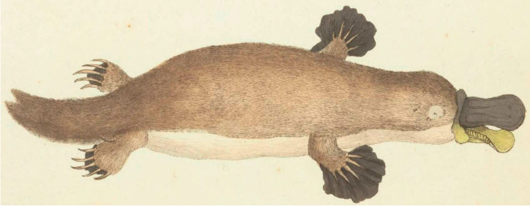

Platypus

۲۲۔کاکروچ کے خون کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

۲۳۔کیکڑے کے دانت پیٹ میں ہوتے ہیں۔

۲۴۔آسٹریلیا میں گلہری نہیں پائی جاتی۔گلہری انڈے نہیں بچے دیتی ہے۔

۲۵۔کولمبیا میں موجود دریائے رائیو فاگری میں ایک بھی مچھلی نہیں ہے

۲۶۔اڑن مچھلی تقریباً ۲۵ فٹ تک اونچا اڑ سکتی ہے۔چار سو میٹر تک یا

اس سے بھی زیادہ ۷۰ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتی ہے۔یہ مچھلی ایک سیکنڈ میں ۷۰ مرتبہ اپنے پر ہلا سکتی ہے۔یہ مچھلی کھلے گرم سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ان کی ساٹھ اقسام ہیں۔

۲۷۔گیدڑ کو جنگلی جانوروں کا بھنگی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ دوسروں کی بچی کھچی خوراک کھا لیتا ہے۔

۲۸۔سانپ کے کان نہیں ہوتے۔سانپ اور مکڑی اپنی کھال بدلتے رہتے ہیں۔سانپ دو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔سانپ کبھی بھی آنکھ نہیں جھپکتا۔

۲۹۔مکڑی کا ایک پاؤنڈ وزنی جالا اتنا لمبا ہوتا ہے کہ اسے زمین کے گرد چھ بار لپیٹا جا سکتا ہے

۳۰۔کنگ فشر ایک ایسا پرندہ ہے جو مچھلیوں کی ہڈیوں میں انڈے دیتا ہے۔یہ شکار کے لیے ایک فٹ تک پانی میں غوطہ لگاتا ہے۔اس پرندے کی نوے اقسام ہیں۔ان کی لمبائی ۴۲ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔یہ کیڑے مکوڑے، مچھلی، مینڈک وغیرہ کھاتا ہے۔مچھلی شکار کرنے کے بعد اسے کسی سخت چیز پر مار کر مارتا ہے اور پھر مزے سے کھاتا ہے۔

۳۱۔مینڈک ناک، منہ کے علاوہ کھال سے بھی سانس لیتا ہے۔

۳۲۔آسٹریلین پرندہ ہمنگ برڈ جتنی رفتار سے سیدھا اڑتا ہے، اتنی ہی رفتار سے پیچھے کی طرف بھی اڑ سکتا ہے۔۔ہمنگ برڈ صرف اڑ سکتا ہے چل نہیں سکتا۔یہ ۵۴ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتا ہے، بعض اقسام ۵۰ میل فی گھنٹہ ڈائیو کر سکتی ہیں۔اسے Hummingbird اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔سب سے چھوٹا pto.

Hummingbird کا وزن دو گرام سے بھی کم ہوتا ہے اور اس کی لمبائی ۵ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔اور سب سے بڑے ہمنگ برڈ کا وزن اٹھارہ سے چوبیس گرام تک ہوتا ہے اور اس کی لمبائی ۲۳ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ چھوٹے ہمنگ برڈز کے نر، مادہ سے چھوٹے ہوتے ہیں اور بڑے ہمنگ برڈز کے نر، مادہ سے بڑے ہوتے ہیں۔اڑتے ہوئے اس کے پر ایک سیکنڈ میں زیادہ سے زیاد ۸۸ بار اوپر نیچے ہوتے ہیں۔ہمنگ برڈ ایک دن میں اپنے وزن سے پانچ گنا زیادہ پانی پیتا ہے۔رات کے وقت جب کھانا ملنے کا امکان نہیں ہوتا تو انرجی بچانے کے لیے ہمنگ گہری نیند سوتا ہے اور اس کا دل پچاس سے دو سو مرتبہ ایک منٹ میں دھڑکتا ہے جبکہ دن میں یہی دل ایک منٹ میں ایک ہزار سے زائد مرتبہ دھڑکتا ہے۔ہمنگ پرندے عام طور ایک دو برس ہی زندہ رہتے ہیں مگر بعض ہمنگ برڈ بارہ برس تک بھی زندہ رہتے پائے گئے ہیں۔یہ پرندے زیادہ تر جنوبی امریکا، امریکا، کینیڈا اور میکسیکو میں پائے جاتے ہیں۔شمالی امریکا اور دیگر ممالک کے ہمنگ برڈ سردیوں میں گرم علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ہمنگ برڈ الاسکا سے مکسیکو تک کا آنے جانے کا سفر کرتا ہے جو سات ہزار آٹھ سو میل بنتا ہے۔

۳۳۔کوئل Black Bird کا گھونسلا کپ کی صورت میں ہوتا ہے،کوئل اسے لکڑیوں، باغوں، عمارتوں میں بناتی ہے۔اس کی خوراک کیڑے مکوڑے، بیج اور فروٹ ہوتے ہیں۔نر اپنے علاقہ میں کسی دوسرے نر کے آنے پر لڑائی کرتا ہے۔مادہ کوئل زیادہ لڑاکی ہوتی ہے ،اس کی لڑائی گھونسلے کی وجہ سے ہوتی ہے۔نر کوئل، مادہ کو دھیمے سر میں گا کر اپنی طرف مائل کرتا ہے،کوئل مائل ہو تو سر اٹھا دیتی ہے۔نر اور مادہ کوئل عام طور پر اکٹھے رہتے ہیں،بیس فیصد ایک دوسرے سے تعلق توڑ لیتے ہیں۔مادہ کوئل کا رنگ بھورا مائل کالا ہوتا ہے اور نر کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔کوئل تقریبا دنیا بھر میں پائی جاتی ہے،جنوبی ایشیا میں تعداد زیادہ ہے۔کوئل کی وجہ شہرت اس کا سریلا گانا ہے۔کوئل کا ذکر شاعر بھی کرتے ہیں،شیکسپیر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔برصغیر پاک و ہند میں سریلا گانے والوں کو کوئل سے تشبیہ دی جاتی ہے۔نر اور مادہ کوئل مل کر اپنے بچوں کو خوراک اور تحفظ فراہم کرتے ہیں اگر مادہ گھونسلا بدل لے تو نر اکیلا بچوں کو پالتا ہے۔کوئل کی اوسط عمر تقریباً تین برس ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ عمر بارہ برس ریکارڈ کی گئی ہے۔

ماده کوئل

نر کوئل

۳۴۔ہاتھی اور چوہے کے دانت عمر بھر بڑھتے رہتے ہیں۔

۳۵۔ریشم کا ایک کیڑا اپنی تمام عمر میں ایک ہزار گز ریشم پیدا کرتا ہے۔

۳۶۔نر مچھر کی زندگی تقریباً نو دن اور مادہ مچھر کی عمر تقریباً تیس دن ہوتی ہے۔

۳۷۔ٹڈی ایسا جانور ہے جو اپنے وزن سے زیادہ کھا کر بھی بھوکا رہتا ہے۔۔

۳۸۔جگنو گوشت خور ہوتا ہے۔جگنوؤں کی 2000 سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔زیادہ تر دلدلوں اور نم جگہوں پر رہتے ہیں جہاں ان کے لاروے کے لیے بکثرت خوراک موجود ہو۔ان کے لاروے بھی روشنی پیدا کرتے ہیں۔جگنو ، پیلی،سرخی مائل پیلی یا سبز روشنی پیدا کرتے ہیں۔مگر مشرق امریکا میں جگنو نیلی روشنی پیدا کرتے ہیں۔جگنو کی کچھ اقسام میں مادہ جگنو روشنی پیدا نہیں کرتیں۔جگنو مختلف قسم کے سائز،

جگنو۔Firefly

بناوٹ اور مختلف خصوصیات کے مالک ہوتے ہیں۔ مختلف وجوہات کی بنا پر دنیا میں جگنوؤں کی آبادی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ مصنوعی روشنیوں کا وسیع پیمانے میں استعمال اور ماحولیاتی تبدیلیاں ان کی تعداد کم ہونے کی بڑی وجوہات ہیں۔

۳۹۔ گائے ۲۴ گھنٹے میں سے نو گھنٹے جگالی کرتی ہے۔

۴۰۔ شہد کی مکھی سرخ رنگ نہیں دیکھ سکتی اسی لیے وہ سرخ پھولوں کا رس نہیں چوستی۔

۴۱۔ جھینگر اور شہد کی مکھی کی پانچ آنکھیں ہوتی ہیں۔۔ اگر سٹار فش کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں تو دوبارہ نمودار ہو جاتی ہیں۔

۴۲۔ ترکی کا قومی جانور گرے بھیڑیا ہے۔ ترک سمجھتے ہیں کہ بہت پہلے بھیڑیے ان کی قدیم نسلوں کی خوراک تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پرانے

گرے بھیڑیا

Gray Wolve

وقتوں میں شدید سردی میں ان بھیڑیوں نے ترکوں کی فتوحات کے بیچ آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد کی تھی۔ ترکی میں بھیڑیے کو عظمت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ بھیڑیے ہی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ”اسے پیار کرو یا اسے چھوڑ دو“ یعنی Love it or leave it

۔۱۹۶۸ء میں ایک تنظیم گرے وولف کے نام سے بنائی گئی ہے جو دنیا میں ترکوں کی عظمت رفتہ بحال کرنا چاہتی ہے۔ یہ تنظیم بنیاد پرست ہے اور اپنے اندر شدت پسندی کا عنصر رکھتی ہے۔ یہ اسلام اور ترکوں کا خود کو حقیقی

Logo of the Grey Wolves

ترجمان سمجھتی ہے۔ یہ تنظیم ترکی اور دیگر ممالک میں قیمتی انسانی خون بہا کر دہشت پھیلا چکی ہے۔ اسی سال ۲۰۲۰ء میں فرانس نے اس تنظیم پر پابندی لگائی ہے۔ یہ تنظیم کردوں، آرمینیوں، یونانیوں، کیمونسٹوں کے سخت خلاف ہے۔ اس کا بانی Ahmet Yigit Yildirim تھا۔

۴۳۔ پاکستان کا قومی جانور، مارخور ہے۔ اور آئی ایس آئی کا بھی مارخور ہی نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مارخور نامی پہاڑی بکرے کو مارخور اس لیے کہا جاتا کہ یہ سانپ کو بڑے مزے سے چبا کر کھاتا ہے اور کھانے کے کچھ دیر بعد اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے جسے یہ باہر زمین پر پھینک دیتا ہے، یہ جھاگ خشک ہو کر جم جاتی ہے۔ جسے حکیم وسنیاسی سانپ کے زہر کا تریاق قرار دیتے ہیں اور اسے حاصل کرنے کے لیے پہاڑوں کا رخ کرتے ہیں۔ دراصل کی یہ خوراک نہیں ہے، اس کی عام خوراک گرم موسم میں گھاس پھونس ہوتی ہے اور سردیوں میں پتے اس کی خوراک بنتے ہیں۔ مارخور کے چار فٹ سے بڑے سینگ اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ مادہ کے سینگ تھوڑے چھوٹے مگر اس کے جسم کے مطابق ہوتے ہیں۔ پاکستان میں مارخور گلگت بلتستان کے پہاڑوں پر پایا جاتا ہے۔ افغانستان، ہندوستان اور تاجکستان میں بھی اس کی مختلف اقسام پائی جاتی ہیں۔ اس وقت دنیا میں ان کی تعداد تین سے چار ہزار تک ہے۔ اس کی نسل کو بچانے کے لیے اس کے شکار کرنے پر پابندی ہے۔ مادہ اور نر مارخور سردیوں میں ملاپ کرتے ہیں۔ حمل کا دورانیہ ایک سو پینتیس سے ایک سو ستر دن کا ہوتا ہے۔ مادہ ایک، دو یا تین بچوں کو جنم دیتی ہے۔ مارخوروں کا وزن ۳۲ سے ۱۱۰ کلوگرام تک ہوتا ہے۔

پاکستان کا قومی اور
آئی ایس آئی کا نشان
پہاڑی بکرا مارخور

بقایا: کیا برطانوی قوانین اسلامی اصولوں کی بنیاد پر وضع کردہ ہیں؟

تحریر: ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا

بلکہ اس کے پاس اور بھی بہت سارے عہدے تھے، جن کی بنا پر اسے انگلستان سے باہر بہت سارے علاقوں پر عملی تسلط حاصل تھا، اگر ایسے "نازک وقت" پر صلیبیوں کا ساتھ چھوڑ کر وہ مسلمانوں کے ساتھ جا ملتا تو پوپ سمیت عیسائی دنیا کی کیا عزت رہ جاتی تھی!۔

مصنفہ لکھتی ہیں کہ قطع نظر اس کے کہ ہنری دوم اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے میں کس قدر سنجیدہ تھا، یہ واضح ہونا چاہیئے کہ اسلام کے بارہ میں وہ بہت گہری معلومات رکھتا تھا۔ اس کی معلومات کی بنیاد ایک تو اس کے دادا ہنری اول کے شاہی طبیب پطرس الفانسو کی لکھی ہوئی سیرت وسوانح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب تھی جسے اس نے بار بار پڑھ رکھا تھا، اور دوسرے قرآن مجید کا وہ لاطینی ترجمہ بھی جو ایک رومن کیتھولک پادری Peter the Venerable کے حکم پر تیار کر کے شائع کیا گیا تھا۔

اسی طرح اس نے عربی زبان بھی سیکھ رکھی تھی جس کی خاطر اس کے والد نے سسلی اور سپین سے تعلق رکھنے والے قابل ماہرین علوم بلوا کر اس کے اتالیق مقرر کر رکھے تھے۔ دراصل یہ وہ سنہری دور تھا جب اسلامی فتوحات اور اسلامی علوم، طرز حکومت نیز مسلمان سائینسدانوں کی ایجادات اور تصانیف سے یورپی اقوام بیحد مرعوب اور متاثر ہو چکے تھے۔ عربی اور اسلامی علوم میں دسترس رکھنا یوروپین افراد میں قابل فخر سمجھا جاتا تھا، ایسے ہی ماحول میں ہنری دوم کی بھی اٹھان اور پرورش ہوئی تھی اور وہ اسلام سے خوب اچھی طرح روشناس ہو چکا تھا۔

مصنفہ کلاڈیا نے اپنے اس مقالہ کا عنوان بھی یہی رکھا ہے کہ کیا ہنری دوم ازمنہ وسطٰی کے انگلستان کا مسلمان بادشاہ تھا؟

King Henry II: the Muslim monarch of medieval England?

لیکن جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس کی مذکورہ دھمکی محض ایک دھمکی ہی ثابت ہوئی اور عملی طور پر اس کا اصل مقصد پوپ سے اپنی مرضی کے کچھ احکامات جاری کروانا تھا، جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا۔

مصنفہ لکھتی ہیں کہ اگر ہنری دوم واقعتاً مسلمان ہونے کا اعلان کر دیتا تو نہ صرف یہ کہ آج اس دور کی تاریخ کچھ اور ہی طریق سے پڑھنے کو ملتی بلکہ آج دنیائے مذاہب اور دنیا کی سیاسی اور جغرافیائی ہیئت بھی کچھ اور ہی رنگ اختیار کر چکی ہوتی۔

https://www.historytoday.com: medieval period king henry muslim monarch england convert islam /

بہر حال اس نظریہ میں کافی سچائی معلوم ہوتی ہے کہ برطانوی یا انگلش قانون عام رومن قانون سے اتنا جدا اور اسلام سے بہت حد تک قریب محسوس ہوتا ہے تو اس کی وجہ اس تاریخی دور کے اثرات تھے جو مسلمانوں کے سیاسی عروج کا سنہری باب قرار دیا جاتا ہے۔

ہنری دوم (Henry II)

شاہ انگلستان

1154ء تا 1189ء

افسوس کہ آج وطن عزیز پاکستان میں مسلمانوں کے عروج کے اسی سنہرے دور کا ذکر تقاریر میں تو بڑی شد و مد سے کیا جاتا ہے لیکن دنیا جہان کی نحوست بلکہ گستاخی معاف، دنیا جہان کی پھٹکار اور لعنت ان بھکاری منگتے تلنگے مقررین کے چہروں پہ صاف ٹپکتی نظر آ رہی ہوتی ہے۔

بدن پر روشنی اوڑھی ہے سب نے
اندھیرا روح تک پھیلا ہوا ہے
سنا ہے اور اک بھوکا بھکاری
خدا کا نام لیتے مر گیا ہے

انجم لدھیانوی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار

تحریر: رانا محمد حسن خاں

قسط 141

گزشتہ شماروں میں مسلمان ریاستوں سعودی عرب، مصر، ملائشیا، انڈونیشیا وغیرہ میں اقلیتوں کی حالت زار بیان کرنے کے بعد برصغیر پاک وہند میں مسلمان حکومتوں کے دور کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ گزشتہ شمارہ میں پاکستان بن جانے کے بعد مسلمانوں کی حالت زار اور سیاست کے بدترین دور کا کچھ حال بیان کیا گیا تھا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وطن عزیز کے علما، دانشور، سیاست دان اور صحافی، اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار کو کس نگاہ اور زاویے سے دیکھتے ہیں۔ اقتباسات بغیر کسی ترتیب کے مرتب کیے گئے ہیں۔

آیئے سب سے پہلے اسلامی جمہوریہ پاکستان جس کی پارلیمنٹ کی جبین پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے کے متعلق ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ بابت سال ۲۰۱۰ء دیکھتے ہیں۔

''سال ۲۰۱۰ء کے دوران پاکستان میں ایک ہزار سات سو نوے عورتیں قتل کی گئیں۔ ۴۲۵ عورتیں اپنے شوہروں کے ہاتھوں ماری گئیں، ۲۲۵ کو ان کے بھائیوں نے قتل کیا، ۵۸ عورتوں کو اُن کے حقیقی بیٹوں نے قتل کیا، ۵۰ عورتوں کو اُن کے والد صاحبان نے قتل کیا، ۶۳ عورتوں کو اُن کے سُسرال والوں نے قتل کیا، ۲۲۸ عورتوں کو اُن کے قریبی عزیزوں نے قتل کیا، کم از کم ۱۸ عورتوں کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا اور آٹھ کو قتل کرنے سے پہلے اجتماعی بے آبرو (گینگ ریپ) کیا گیا۔ سال ۲۰۱۰ء کے دوران ۱۹۷ خواتین نے خودکشی کرنے میں کامیابی حاصل کی جبکہ ۴۱۴ عورتوں کو بچا لیا گیا۔ سال ۲۰۱۰ء کے دوران چاروں صوبوں میں کم از کم ۲۹۰۳ عورتوں کو بے آبرو کیا گیا ان میں سے ۵۱ کے ساتھ گینگ ریپ کیا گیا۔ (گویا ہر روز آٹھ خواتین بے آبرو کی گئیں) تفصیلات کے مطابق صوبہ خیبر پختونخواہ میں سرکاری اعداد و شمار معلوم نہیں ہو سکے پولیس تھانوں سے ملنے والی معلومات کے مطابق ۵۲ عورتوں کی عزت لوٹی گئی اور اتنی ہی تعداد میں خواتین کو اغواء کیا گیا۔ صوبہ سندھ میں ۲۳۴ خواتین کی عزت لوٹی گئی ۵۰ گینگ ریپ ہوئے۔ بلوچستان میں ۳۲ خواتین کو بے آبرو کیا گیا اور پنجاب میں عزت لوٹنے کی ۲۵۸۱ وارداتیں رجسٹرڈ ہوئیں۔ یہ اعداد و شمار اصل وارداتوں کا سواں حصہ بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ عزت لٹنے کی رپورٹ درج کروانے کے لیے انسانی حقوق کے کمیشن جتنے بڑے ادارے اور مختاراں مائی جتنے حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔''

معزز قارئین! یہ دس برس قبل کی رپورٹ ہے اور آج ۲۰۲۰ کا اختتام ہونے کو ہے۔ اور صورتحال بری سے بری تر ہوتی چلی جا رہی ہے، اعلیٰ اقدار و روایات قصہ پارینہ لگنے لگی ہیں۔

مشہور کالم نگار جناب منو بھائی لکھتے ہیں:۔

''سب سے زیادہ انسانیت سوز جرائم چھوٹے نابالغ بچوں کے ساتھ جنسی جرائم ہیں جن کو عام طور پر درندگی کی وارداتیں کہا جاتا ہے جبکہ درندے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کرتے۔ کبھی کسی درندے نے نابالغ درندے کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کی ''درندگی'' کا مظاہرہ نہیں کیا۔ درندے اپنی تمام تر درندگی کے باوجود قدرت کے خلاف نہیں جاتے۔ اسی لیے جائزوں میں ایسی درندگی کے واقعات کو شامل نہیں کیا جاتا۔'' (نابالغ بچوں سے درندگی کرنے والوں میں عام طور پر مسجدوں میں قرآن پڑھانے والے معلم، استاد، رشتہ دار اور ہمسائے ملوث ہوتے ہیں) (جنگ لاہور جمعرات ۱۲ مئی ۲۰۱۱ء مضمون از منو بھائی صفحہ ۳)

اس بدترین صورت حال پر ارباب اختیار اور دین پڑھانے والے نام نہاد مولویوں کو جو خود کو وارثان انبیاء قرار دیتے نہیں تھکتے اُن کو بزبان شاعر یہی کہا جا سکتا ہے۔

کیا شکایت کوئی تمہاری کرے
تم کو کیا ہے کوئی جیے کہ مرے

پاکستان میں اسلامی نظام کا شور قومی اتحاد میں شامل نو مذہبی جماعتوں نے نظریہ ضرورت کے تحت سیاسی مسند حاصل کرنے کے لیے مچایا تھا۔ جنگ اخبار نے اس شور مچانے والوں کی سیرت کچھ اس طرح بیان کی تھی۔ ''۲۵ اگست ۱۹۷۷ء کی شام متحدہ محاذ (قومی اتحاد) کے بڑے بڑے لیڈر جب افطاری کرنے لگے تو اسلامی اخوت اور نظامِ اسلام کے قیام کے دعوے داروں کے درمیان ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ یہ لیڈر جب افطاری کر چکے تو نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور لوگ وہاں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مولانا مفتی محمود صاحب اور نوابزادہ نصر اللہ خان

دس بارہ آدمیوں کو لے کرایک طرف چل پڑے اوران نمازیوں کی امامت مفتی محمود صاحب نے کی جب کہ مولانا نورانی صاحب اور میاں طفیل محمد دوسری طرف کھڑے ہوگئے۔ یہاں شاہ احمد نورانی صاحب نے جماعت کروائی بارہ آدمیوں کو لے کرایک طرف چل پڑے اوران نمازیوں کی امامت مفتی محمود صاحب نے کی جب کہ مولانا نورانی صاحب اور میاں طفیل محمد دوسری طرف کھڑے ہوگئے۔ یہاں شاہ احمد نورانی صاحب نے جماعت کروائی اورتحریک استقلال کے میاں محمود علی قصوری نے بھی نورانی صاحب کے ساتھ نماز پڑھی۔‘‘ (یہ سب کچھ چوہدری ظہور الٰہی صاحب مرحوم کی رہائش گاہ واقع مین گلبرگ لاہور پر رونما ہوا۔)

(روزنامہ مساوات ۲۶ اگست ۱۹۷۷ء)

جب روزنامہ جنگ لاہور کے پلیٹ فارم پر جنگ فورم کے تحت ’’اتحادِ ملّت کیسے قائم ہوسکتا ہے۔‘‘ کے موضوع پر اظہار خیال کرنے کے لئے مختلف علماء تشریف لائے۔ اگلے روز جنگ لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۸۵ء کے سرورق پر جوخبر شائع ہوئی وہ یہ تھی۔ جنگ فورم میں اتحادِ اُمت مسلمہ کے موضوع پر طویل اور فکر انگیز تقریروں کے بعد مختلف مکاتب فکر کے علماء نے اکھٹے نماز پڑھنے سے انکار کردیا۔

ہے کوئی خادم کوئی مخدوم ہے
جو حقیقت ہے ہمیں معلوم ہے

معزز قارئین! مذہبی جماعتوں کی تحریک نظام مصطفٰی کے نتیجہ میں جو دھبہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جبین پر نمودار ہوا اس کا نام جنرل ضیاء الحق تھا۔ اسی آمر کی پالیسیاں اب ناسوروں کی شکل اختیار کرچکی ہیں۔ بھٹو نے آئین میں ترامیم کر کے جس برائی کا آغاز کیا تھا، اس برائی کو آمر نے بام عروج تک پہنچایا، اب انہیں برائیوں بلکہ کہنا چاہیے کہ ناسوروں نے وطن عزیز کو بے حال کردیا ہوا ہے۔

ضیاء الحق کے متعلق انیس احمد نوری صاحب کہتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا نہ کرے گا۔ مثلاً تمام ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھانا، پھر زندہ کرنا۔۔۔روز قیامت حساب۔۔۔اور کافر اور مُشرک کو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رکھنے کا اللہ ربّ العزّت نے بار بار ارشاد فرمایا۔۔۔قضاءِ مبرم پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔ گویا ضیاء الحق (سابق ڈکٹیٹر پاکستان) جیسے ’’مذکورہ‘‘ شرکیہ افعال والے کے حق میں۔۔۔اگر تمام مخلوق بھی مغفرت کی دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے عہد و پیمان کو ہرگز نہیں توڑے گا۔۔۔اور دوزخ سے نجات۔۔۔عذاب میں تخفیف کے فیصلے میں عظیم فرق ہے۔ ایسے (ضیاء الحق) کافر، مُشرک کو شہید کہہ کر اللہ تعالیٰ کے اصولوں کا مذاق اُڑانا۔۔۔اللہ واحد و قہار کے غضب کو دعوت دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ عذاب الٰہی کو یہ شہادت کہتے ہیں

ڈھیٹ اور بے شرم دُنیا بھر میں دیکھے ہیں بہت
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو۔نوریہ سنّی بیاض از انیس احمد نوری۔مکتبہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر۔نور مدینہ نیٹ)

معزز قارئین! جب مذہبی جماعتوں نے آمر ضیاء الحق کے لیے مسند اقتدار تیار کر کے اسے مسند پر بٹھا دیا تو امام مسجد کے بیٹے ضیاء نے امام مسجدوں کی اوقات کچھ ان الفاظ میں قوم کو بتائی:۔

’’جمعرات کی روٹیوں پر تکیہ کرنے والوں سے قوم کیا توقع کرسکتی ہے۔ ملک میں اس وقت تقریباً ۵۵ ہزار امام مسجد ہیں جن میں سے صرف ۸ ہزار ایسے ہیں جنہوں نے درس نظامی تعلیم حاصل کی جبکہ ۳۶ ہزار نیم تعلیم یافتہ اور ۱۱ ہزار سفید ان پڑھ ہیں اور یہ ان پڑھ بھی اپنے آپ کو امام مسجد قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا ان اماموں سے قوم کیا توقع کرسکتی ہے جو صرف جمعرات کی روٹی پر تکیہ کر کے جی رہے ہیں جبکہ قوم کو حقیقی اماموں کی ضرورت ہے۔‘‘ (جنگ لاہور یکم فروری ۱۹۸۵ء)

معزز قارئین! ان اَن پڑھ اماموں نے ہی صدر صاحب کو اسلام کا نعرہ لگانے کا موقع فراہم کیا تھا اور ضیاء صاحب گیارہ سال تک اپنے خودساختہ اسلام کو قوم کے سینے پر رگڑتے رہے جس کی وجہ سے قوم کا بدن ناسوروں سے بھر گیا ہے۔ ان متعفن ناسوروں سے اُٹھنے والی بدبو نے نا صرف پاکستانی قوم کو بلکہ تمام دُنیا کو بے حال اور بیقرار کردیا ہے۔ سائنس میگزین کی ایک رپورٹ کے مطابق ’’اس وقت کرّہ ارض پر مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک ارب ہے ان میں سے تقریباً ۶۰ کروڑ اَن پڑھ اور بالکل ناخواندہ ہیں۔ بیشتر قرآن ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔‘‘

(ہفتہ وار سائنس میگزین ۱۶ جون ۱۹۸۹ء صفحہ ۸)

دین اور فکر تھے کبھی کچھ چیز
اب دھرا کیا ہے اِس میں اور اُس میں

مولانا قطب الدین عابد صاحب، فرقہ پرست مولوی برادری کے متعلق لکھتے ہیں:

’’جس طرح عوام اور قوم کے دوسرے طبقوں میں انتشار و افتراق اور تخرب (گروہ بندی) کارفرما ہے اسی طرح علماء کرام کے طبقوں اور دینی اداروں میں بھی

شتت وافتراق موجود ہے نہ صرف مختلف مکاتب فکر کے علماء میں بلکہ ایک ہی مکتب فکر کے بزرگوں میں بھی یہی صورت حال کارفرما ہے کہیں جمعیت علماء اسلام ہے تو کہیں جمعیت علماء پاکستان اور کہیں مجلس احرار اسلام موجود ہے تو کہیں جمعیت اہل حدیث کہیں تنظیم اہل سنت ہے تو کہیں ادارہ ختم نبوت ۔۔۔۔۔۔دین کے لئے یہ انتشار وافتراق سانحہ عظیم ہے، کاش! یہ سب یا کم از کم ایک مکتب خیال کے ادارے ایک مرکز پر جمع اور متحد ومتفق ہو جائیں اور پھر باہمی تعاون ومشاورت اور متحدہ نظام کے تحت تقسیم کار کے اصول پر جو جماعت جس مقصد کے لئے زیادہ اہل اور موزوں ہو وہ کام اس کے سپرد کیا جائے، آپس میں کل ارتباط واتحاد تعاون وتناصر اور ہم آہنگی ویگانگت موجود ہو اور سب ایک نظام میں منسلک ہوں۔"

ہمارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علامہ بنوری ٹاؤن) کے مہتمم مولانا عبدالرزاق اسکندر ابھی ابھی یورپ کے دورے پر گئے تھے۔انھوں نے ہمیں کہا کہ وہاں پر اخبارات میں بُش (سابق صدر امریکہ) کا ایک بیان چھپا کہ "برصغیر کے اندر دینی مدارس، یہ گندگی کے تالاب ہیں۔ ان کے اندر مچھر پیدا ہوتے ہیں۔اور اس گندگی کے ان تالابوں کو ختم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔" میرے عزیزو! آج ہماری حالت ایسی ہے جیسے کہ جنگل، پہاڑ یا دشت میں ایک مُردہ لاش پڑی ہو، بغیر قبر اور بغیر کفن کے، اور جنگل کے تمام جانور، خواہ شیر ہو یا گیدڑ سب آتے ہیں اور اس کو کھاتے ہیں۔ اور کوئی بھی اس مُردہ لاش سے جانوروں کو ہٹانے والا نہیں ہوتا۔

غیبت ہوگئی، علماء کی مجلس ہو، طلباء کی مجلس ہو، مشائخ کی مجلس ہو، مجاہدین کی مجلس ہو، عورتوں کی یا مردوں کی مجلس ہو۔ جوانوں کی یا بوڑھوں کی مجلس ہو، ہر مجلس میں غیبت عام ہے۔ گالی دینا اسقدر عام ہے کہ احساس تک نہیں ہوتا۔

(خطبات شامزئی جلد اوّل مرتب مولانا قطب الدین عابد، شائع کردہ مفتی محمود اکیڈمی پاکستان کراچی)

مولانا قطب الدین عابد صاحب نے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دینی مدارس کی اوقات سابق صدر امریکا جارج بش کے ایک بیان کو بیان کر کے بتادی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں موجود دینی مدارس کا بھی کچھ حال بیان کر دیا جائے۔

معزز قارئین! ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان آزاد ہوا تو وطن عزیز میں کل ۱۸۹ مدارس تھے ۲۰۰۲ء تک ان دینی مدارس کی تعداد ۱۰ ہزار سے تیرہ ہزار ہوگئی۔ اوران مدارس میں بھرتی ہونے والے طالب علموں کی تعداد ایک اعشاریہ نو ملین ہو چکی تھی۔ بھرتی ہونے والوں طالب علموں کی عمر عموماً آٹھ سے بیس سال کے درمیان ہوتی ہے۔ سابق ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کے دور میں ان دینی مدارس کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اسی ڈکٹیٹر کے دور میں جو مدارس دینی تعلیم دیا کرتے تھے انہوں نے طالب علموں کی عسکری تربیت کا بیڑا بھی اُٹھا لیا۔ اس مجاہدانہ تربیت کے لیے فوجی حکومت نے مولانا حضرات کی خوب مالی امداد کی۔ جس کے نتیجے میں مدارس کی تعداد میں خوب اضافہ ہوا۔ اس تمام دھماچوکڑی کا سبب افغانستان پر سوویت یونین کا قبضہ بتایا گیا، مجاہدین کی پشت پناہی کرنے والے امریکہ نے بھی، مولانا حضرات کی دل کھول کر مالی امداد کی اور جدید اسلحہ بھی مہیا کیا۔ اصولی طور پر سوویت یونین سے جنگ جیتنے کے بعد نئے حالات میں خاص مقصد کے تحت کھلنے والے تمام مدرسے اور تربیتی مراکز ختم کرنا ضروری تھا مگر ہوا اس کے برعکس نئے مدارس کی تعداد میں اضافہ ۲۰۲۰ء میں بھی ہو رہا ہے، شنید ہے کہ اس وقت ان مدارس کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ۲۰۰۸ء میں مدارس کی تعداد بڑھ کر چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ ۲۰۰۳ء میں سابق صدر مشرف نے ان مدارس کی رجسٹریشن کرانے کی کوشش کی، جس کی مولوی لوگوں نے شدید مخالفت کی، صرف چند ہزار نے مجبور ہو کر رجسٹریشن کروائی۔ ۶۵ فیصد مدارس دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، ۲۵ فیصد بریلوی مسلک کے ہیں، اہل حدیث مدرسوں کی تعداد ۶ فیصد اور ۳ فیصد مدرسے شیعہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔

معزز قارئین! مدرسوں کے نام سے جو پولٹری فارم کھولے گئے تھے ان میں پروان چڑھنے والے کروڑوں، مذہبی جنونی اس وقت پاکستان کے گلی کوچوں میں خونی کھیل کھیل رہے ہیں اور ان کی پھیلائی ہوئی گندگی کے غلیظ چھینٹے سبھی کے دامن کو ناپاک کر رہے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان جنونیوں کی تمام اقسام کی

پروڈکشن جاری وساری ہے۔اس وقت ان جنونیوں کا اسلحہ بیچنے اورخودکش بمبار سپلائی کرنے جیسا گھناؤنا کاروبار انتہائی پرکشش کاروبار بن چکا ہے۔نام نہاد مولوی حضرات ان کے سب سے بڑے بیوپاری ہیں اوران کے خریداروں میں سیاست دان،مذہبی جماعتیں،کالعدم مذہبی تنظیمیں،خفیہ ایجنسیاں،طالبان،دہشت گرد،جہادی تنظیمیں،لینڈ مافیا،ڈرگ مافیااور دشمنان وطن کی خفیہ فوجی ایجنسیاں وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

معزز قارئین! مدرسوں میں پروان چڑھنے والے چوزوں کے سرپرست ہی اسلام کے خلاف سازش کررہے ہیں۔اس لیےان سے کنارہ کشی کرنا بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔اپنے بچوں کورزق حلال کھلاکرانہیں امن اورسلامتی کی تعلیم دینا چاہیے۔ ان مدرسوں میں بچوں کو جوسکھایا جاتا ہےاورجوسلوک ان بچوں سے کیا جاتا ہےاس کا نتیجہ وہی نکلتا ہےجس کی منظرکشی پاکستان کے موجودہ حالات کررہے ہیں۔ جو مدرسوں میں بچوں سے ہونے والاسلوک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ملتان:لودھراں کے ایک مدرسے سے زنجیروں سے بندھے دو بھائی ۹ سالہ اکبر اور ۷ سالہ اصغر مولویوں کے تشدد سے بچنے کے لیےفرار ہوگئے۔ساری رات کھیتوں میں چھپے رہے۔صبح ہونے پرلوگوں نے پولیس کواطلاع دی۔پولیس نے بچوں کے ہاتھوں اور پاؤں کوزنجیروں سے آزاد کیااوران کووالدین کے حوالے کر دیا۔پولیس نے مدرسے پر چھاپہ مارااورمزید تالے اورزنجیریں قبضہ میں لے کر مولوی مختاراوراس کے ساتھی مولوی کوگرفتار کرلیا۔قارئین مدرسوں میں بچوں کو زنجیروں سے باندھنااورشدید جسمانی تشددکرنا عام سی بات ہے۔کچھ عرصہ پہلے اوکاڑہ میں مولویوں نے ایک بچے پراس قدرتشدد کیا کہ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھاتھا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دینی مدارس میں بچوں کوتشدد کا نشانہ بنانا، ان سے بھیک منگوانا،زنجیروں سے باندھنااورجنسی زیادتی کا نشانہ بنانا،بیگار لینا وغیرہ وغیرہ جیسے بھیانک جرم کرنا،بچوں کومعاشرے کے ناکارہ وجود بنا کرمعاشرے کوگنداوربدبودارکرنا ہے،اورایسا ہی ہورہا ہے۔

عرفان احمدخان اپنی کتاب پاکستان پہ کیاگزری؟میں لکھتے ہیں:۔

’’جوں جوں پاکستان میں حرام کی کمائی بڑھ رہی ہےتوں توں ملک میں نعتیہ محافل کارواج بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔نبی کریمؐ کی شان بیان کرنااچھی بات ہےلیکن جو طریقہ پاکستان میں میلاد کے بہانے اختیارکرلیاگیا ہے،وہ حددرجہ شرمناک ہے پیسے کی نمائش جس طرح نعتیہ محافل میں کی جاتی ہے اس سے یہ مقدس محافل ’’نعتیہ مجرے‘‘ میں بدل کررہ گئی ہیں۔کس قدردکھ ہوتا ہے یہ دیکھ کرکہ ایک نعت خواں کسی ’’طوائف‘‘ کی طرح بیٹھا ہے اوراس پرنوٹ لٹائے جارہے ہیں۔نعت خواں کواس سےکوئی غرض نہیں کہ اس پروارے جانے والے نوٹ حلال کے ہیں یا حرام کے،وہ نعت خوانی کے ساتھ ساتھ برسنے والےنوٹوں کوحریصانہ نظروں سے تکتا بھی جارہا ہے۔کوٹھوں پرمجرے اورنعتیہ محافل کے اوقات کاربھی حسن اتفاق سے ایک جیسے ہی ہیں،اب تماشبین سوچ میں پڑ ہے وہ جائے تو کہاں جائے؟اسے یہ بھی پتہ ہے کہ مذہب کے نام پرتو ایک مائیک لگا کرلوگوں کی نیند تمام رات کے لیے بخوشی حرام کی جاسکتی ہےلیکن جب بات ہوخوداں کی یعنی مولویوں کی برداشت کی توان کے لیے نیوائیر نائیٹ، بسنت یاعیدتہوار پرنوجوانوں کے ملے گلے کوبرداشت کرنا مشکل اوربعض صورتوں میں ناممکن ہوجاتا ہےاور یہ جماعتی صورت میں ڈنڈابردارخودہی ڈنڈے لے کر شہروں کے اہم ترین مقامات پرکسی ہاررفلم میں ڈائنوسارجیسی عفریت کی طرح نمودارہوتے ہیں اورتفریحی مقامات پرسنسنی پھیلاکرسمجھتے ہیں کہ جنت پکّی کرلی۔ یوں توہردورمیں جہالت سستی رہی ہےلیکن باریش طالبان بستیوں میں توجہالت کی فیئر پرائس شاپس کھل چکی ہیں۔سرکاری راشن پر پلے ہوئے مُلّا کومعدے میں گرانی کے باعث جوڑداؤنے خواب تہجد سے پہلے دکھائی دیتے ہیں وہ نمازفجر کے بعدان کی تعبیرجاننے کی کوشش کرتا ہے اوراس کوشش میں سارے نظام کوتلپٹ کرنے کے جذبے سے سرشارہوجاتا ہے،اسے آزادی کی رمق جس شے میں بھی نظرآتی ہے اس کی غیرت ایمانی جوش مارنے لگتی ہے،کبھی اسے شہر کے کسی خوبصورت چوک میں لگےہوئے بل بورڈ پرطیش آجاتا ہےاوروہ کالے پینٹ سے بھراہواشاپر بیگ غلیل کے ساتھ بل بورڈ پر مارتا ہےجس سے بل بورڈ کے داغدار ہونے کےساتھ ساتھ پورے ملک کاامیج بھی داغدارہوجاتا ہے۔‘‘

(پاکستان پہ کیا گزری؟ازعرفان احمدخان۔باب ملا،ملٹری۔اردوپوائنٹ ڈاٹ کام)

معززقارئین!جناب عرفان احمدخان کے ان خیالات کومبالغہ نہ سمجھیے،یہ ایسی

حقیقت ہے جس کا مشاہدہ ہر ذی شعور انسان وطن عزیز کے ہر گوشے میں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل وطن کو عقل و شعور عطا فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد یوسف بنوری کہا کرتے تھے:۔

"آہ! یہ اُمّت جس کے سَر پر "خیرِ اُمّت" کا تاج رکھا گیا تھا آج اپنی جگہ طعمہء اغیار بنی ہوئی ہے۔ اس کی حالت اُس گلّے کی سی ہے جس کو بھیڑیئے چیر پھاڑ رہے ہوں لیکن اُس کا کوئی گلّہ بان اور پاسبان نہ ہو۔ اُمّت کے حق میں دُعا کریں کہ اُمّت پِس رہی ہے، اعدائے اسلام اس کی تکہ بوٹی کر رہے ہیں، درندوں کی فوج درفوج اس کو چیرنے، پھاڑنے اور نوچنے میں مصروف ہے۔"

مولانا یوسف لدھیانوی نے لکھا ہے کہ مولانا یوسف بنوری نے اپنی وفات سے چھ مہینے پہلے اپریل ۱۹۷۷ء میں فرمایا:۔

"اب کچھ ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ شاید حق تعالیٰ اس قوم سے ناراض ہے اور اُس کے غضب کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں اور شدید خطرہ ہو گیا ہے کہ اس کا حشر بھی اُن برباد شدہ ملکوں جیسا نہ ہو۔"

(معاشرتی بگاڑ کا سدِّ باب از مولانا یوسف لدھیانوی صفحہ ۲۶۲، ۲۳۱)

مولانا یوسف لدھیانوی صاحب(مولانا کو ہم وطنوں نے گولیاں مار کر قتل کر دیا تھا اور مولانا سعید جلال پوری کو بھی قتل کر دیا گیا تھا، یہ دونوں مولانا دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے) نے اپنی کتاب میں اغیار کو اپنی بربادیوں کا ذمہ دار قرار دے کر دُعا کی درخواست کی ہے اور علامہ اقبالؒ، مولانا لوگوں کو کہہ رہے ہیں۔

مجھ کو سکھا دی ہے افرنگ نے زندقی
اس دور کے مُلّا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

ہر کوئی بنا ہے اپنے خیال میں
اک عالم جسے افلاطون کہتے ہیں

مشہور کالم نگار اشاد احمد حقانی صاحب (مرحوم) فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ پورے برصغیر میں ایک دو افراد کو علّامہ کہا جاتا تھا جیسے علّامہ مشرقی اور علّامہ اقبال۔ لیکن آج ہر دوسرا مولوی علّامہ ہے۔ جس نے چند شعر یاد کر لیے اور تاریخ اسلام کے دو چار واقعات ان کی صحیح معنویت سمجھے بغیر رٹ لیے وہ علّامہ بن جاتا ہے۔ اس کی جلسہ گاہ میں آمد پر نعرے لگتے ہیں۔ اس کی تقریر کے دوران بات جس قدر احمقانہ کی جائے اسی قدر زیادہ پُر جوش پذیرائی ہوتی ہے۔ دین کا ایک مضحکہ خیز اور انتہائی مسخ شُدہ تصور ایسے جاہل علّاموں کے ذریعہ نیم خواندہ عوام میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اور یہ کاروبار ایک جگہ نہیں سارے مُلک میں ہو رہا ہے۔

(جنگ لاہور ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء)

اشاد احمد حقانی صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے مگر ان کی کہی باتیں سو فیصد سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ یوٹیوب پر مولوی دھاڑ رہے ہیں اور ان کی نامعقول دھاڑ پر سبحان اللہ کہنے والے بھی بے شمار ہیں۔ گزشتہ دنوں خادم رضوی نامی مولانا جو کہ بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے دیوبندیوں کو دیوبندی مفتی زرولی خان یوٹیوب پر دھاڑتے دکھائی دیے، دھاڑ رہے تھے کہ جن دیوبندیوں نے اس کے لیے دعا مانگی وہ تجدید نکاح کریں۔

جناب ارشاد احمد حقانی "مُسلمان کی تعریف" کے سلسلے میں ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کالم جنگ لاہور مورخہ ۷ فروری ۱۹۸۴ء میں تحریر کیا تھا کہ:۔

"مجھے یاد ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی نے علماء سے مُسلمان کی تعریف دریافت کی تو عُلماء نے آپس میں مشورہ کے بعد کہا تھا کہ "ہمیں اس کے لیے کچھ مہلت دیجیے" (تو جسٹس موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا) کہ آپ کو ڈیڑھ ہزار سال کی مہلت مل چکی ہے اس سے زیادہ کی مہلت دینا اس عدالت کے اختیار میں نہیں۔"

جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی نے نام نہاد علماء کی ایک فقرے میں اوقات بتا دی تھی۔

خُداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سُلطانی بھی عیّاری

(انشاءاللہ اگلے شمارہ میں یہ سلسلہ جاری رہے گا)

"مدینہ منورہ" قسط 3

(محبوب آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کا محبوب شہر)

تحریر و تحقیق: سیّد حسن خان۔ لندن

گزشتہ شمارہ میں مدینہ منورہ کے اداروں کا ذکر کیا گیا تھا، قارئین کرام گزشتہ شمارہ میں جہاں سے مضمون کا سلسلہ منقطع ہوا تھا وہیں سے مضمون کا اگلا حصہ شروع کرتے ہیں۔

سیرۃ نبوی ایکز یویشن

اس ایکز یویشن میں پیدائش سے وفات تک مکّی اور مدنی دونوں زمانوں میں آنحضرت ﷺ کے حسب و نسب، آپؐ کی پیدائش، نشوونما، نبوت سے پہلے اور بعد کی زندگی، ہجرت کے واقعات نیز مدینہ منورہ کا پہلا اسلامی معاشرہ کیسے وجود میں آیا۔ان سب کے بارہ تفصیلی معلومات پیش کی گئی ہیں۔ نیز امہات المومنین کی زندگی اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کی طرز زندگی، احادیث کی روایات میں ان کے کردار پر ٹھوس معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ ادارہ مسجد نبوی کی بونڈری کے مغربی جانب ملک سعود کے گیٹ کے سامنے واقع ہے۔

مدینہ منورہ ایکز یویشن کے بارہ مذید یہ بھی ہے کہ اس میں ابتداء سے سعودی زمانہ تک مدینہ منورہ کی تاریخ کے اہم پہلو پر روشنی بھی ڈالی گئی ہے۔ اس ادارہ میں رسول اللہ ﷺ کے آخری زمانہ میں مدینہ منورہ کے شہری حالات، آبادی کی تقسیم اور کچھ اہم یادگاروں پر مشتمل ہے۔ اس طرح اس میں مسجد نبوی کی تعمیر کی تاریخ اور عہد نبوی سے سعودی حکومت تک ہونے والی توسیع کے مختلف مراحل اور اہم یادگاروں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

تعلیمی ادارے

اسلامک یونیورسٹی: 1961ء سے مدینہ منورہ یونیورسٹی (جامعۃ الاسلامیہ) قائم ہوئی جس میں دنیا بھر کے طلباء کو تعلیم کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ اس میں تعلیم کے حصول کے علاوہ ریسرچ اور مقامی اور انٹرنیشنل معاشرہ کی خدمات کا کام بھی ہوتا ہے۔ اس میں شعبہ جات میں قرآن مجید و اسلامیات، حدیث شریف کالج، شریعت اسلامی کالج، دعوت واصول دین کالج، عربیہ کالج، سائنس کالج، کمپیوٹر سائنس، انجنیئر نگ نیز غیر عرب عوام کے لئے عربی زبان سیکھنے کا شعبہ، ہائی سکولز، میڈیکل کالج، فارمیسی کالج اور مینجمنٹ وغیرہ تعلیمی ادارے۔ اس یونیورسٹی سے گریجویشن، ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ یہاں سے دو بڑے علمی میگزین بھی شائع کئے جاتے ہیں جن میں جامعہ اسلامیہ میگزین اور علوم عقیدہ کا میگزین شامل ہیں۔

طیبہ کالج: 2004ء سے چند دیگر کالجوں کو ضم کر کے طیبہ یونیورسٹی کی تشکیل ہوئی، جس میں طیبہ کالج، آرٹ و انسانی علوم کالج، بزنس ایڈمنسٹریشن کالج، لاء کالج، سائنس و میڈیکل کالج، ڈینٹل کالج نرسنگ کالج اور بے شمار شعبہ جات کے کالجز کھولے گئے ہیں۔ جس میں 2013ء تک تعلیمی سال میں لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد 60055 کے لگ بھگ رہی۔

پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے

اس ادارے کے تحت بہت سے کالجز اور ٹیکنیکل ادارے کھولے گئے۔ جس میں طلباء کے لئے ٹیکنیکی، مینجمنٹ، کمپیوٹر ٹیکنالوجی، الیکٹرک، الیکٹرانک

ٹیکنالوجی ادارے ہیں۔اس طرح سیاحت کالج وغیرہ جس میں تعلیم پانے والے طلباء کی تعداد 5147 کے قریب ہے۔

مدینہ منورہ میں میڈیکل لائن میں ترقیات: اس ادارے کے تحت امراض سے بچاؤ کی تدابیر اور باقاعدہ علاج معالجہ کی سہولیات میسر ہیں۔جس میں صحت کی فضا قائم رکھنے اور اس سے متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے علاوہ سڑکوں کی صفائی ،میدانوں کی صفائی ،زہریلے جراثیم ختم کرنے کیلئے دواؤں کا استعمال۔نیز کھانے پینے کی اشیاء کی نگرانی اور ان کی مناسب چیکنگ ،بالخصوص حج اور رمضان کے موقعوں پر جبکہ بڑی تعداد میں زائرین یہاں آتے ہیں۔وزارتِ صحت کے تحت ہر محلّہ میں طبی مراکز کھولے گئے ہیں۔ جہاں پر مفت اعلاج کیا جاتا ہے۔جن کی تعداد 43 ہے اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں 8 بڑے گورنمنٹ کے ہسپتال ہیں جہاں پر مفت اعلاج کی سہولتیں مہیا ہیں۔اس کے علاوہ پرائیویٹ ہسپتال بھی ہیں۔

مدینہ منورہ میں زراعت و کاشتکاری

مدینہ منورہ شروع سے ہی ایک شاداب علاقہ ہے۔ پانی کی فراوانی ہے ۔قدیم زمانے سے ہی یہاں کے باشندوں کا پیشہ کاشت کاری اور زراعت ہے۔ کھجوروں کی کاشت،انگوروں کے باغات اور سبزیوں کی پیداوار میں یہ شہر مشہور ہے۔عہدِ نبوی میں زراعت کے پیشہ نے خوب ترقی کی۔مہاجرین میں سے بہت سے افراد نے زراعت کے پیشے کو اختیار کیا۔شروع میں تو پھل کاٹنے اور مزدوری یہودیوں کیا کرتے تھے مگر بعد میں یہودیوں کے مدینہ سے نکل جانے کے بعد پھر مہاجرین نے آزادی سے کاشت کرنی شروع کی۔

بنوامیہ کے عہد میں مدینہ منورہ کے ہر چہار سمت نئے نئے باغات اور کاشت کے کھیت بن گئے۔اس کے بعد عہد سعودی میں مدینہ منورہ میں وافر مقدار میں تازہ سبزیاں،پھل اور کھجوروں کی کاشت کی کثرت ہوگئی۔ کھجوروں کی قسموں میں عجوہ،عنبر،برنی،شلبی ،روتانہ،نعمانی،صفاوی،خضری اور کئی قسموں کی کھجوریں اُگنی شروع ہوگئیں۔2010ء کے اعداد شمار کے مطابق کاشت کی زمینوں کا رقبہ 26918 ایکڑ ہے۔ جس میں تقریباً 18502 ایکڑ میں کھجوروں کے درخت ہیں۔جس سے تقریباً 139924 ٹن کھجور کی پیداوار ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں مرغیوں کی پیداوار کے لئے بہت سارے پولٹری فامز بھی کھولے گئے ہیں۔

(حوالہ مدینہ منورہ ماضی وحال کے آئینہ میں)

مدینہ منورہ میں تفریح گاہیں

مدینہ منورہ کی میونسپل کمیٹی نے مختلف مقامات پر بہت سے پارک اور تفریح گاہیں بھی بنائی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

نمبر ا۔مرکزی پارک: یہ قباء کے علاقہ میں دوسرے رنگ روڈ سے متصل ہے جسکا رقبہ تقریباً ۴ مربع میل ہے۔

نمبر ۲۔نخیل تفریح گاہ: مدینہ منورہ کے شمال میں تبوک روڈ میں ہے جس کا رقبہ ایک ہزار مربع میٹر ہے۔

نمبر ۳۔بنوسقیفہ باغیچہ: مسجد نبوی کے مغرب میں جو کہ مشہور تاریخی مقام سقیفہ بنوساعدہ کی جگہ پر واقع ہے۔

اس کے علاوہ بھی مدینہ منورہ کے مختلف مقامات پر پارک اور تفریح گاہیں ہیں۔اس کے علاوہ بیضاء کے نام سے مدینہ کے شمال میں ایک صحرائی تفریح گاہ بھی ہے۔

مدینہ منورہ میں تجارت

مدینہ منورہ میں زراعت کے بعد دوسرا پیشہ تجارت تھی۔تجارتی قافلے ملکِ شام اور ملکِ یمن کا رُخ کیا کرتے تھے۔عموماً ایسے وقت میں جبکہ زراعت میں زیادہ شمولیت نہیں ہوا کرتی تھی۔ مدینہ منورہ کے چاروں اطراف میں پرانے زمانہ ہی سے تجارت کے بازار یا مارکیٹیں ہوا کرتی تھیں۔چنانچہ علاقہ جرف میں ایک بازار تھا،ایک حباشہ بازار تھا،ایک سوق

صفا تھا اور ایک بازار کا نام مزاحم تھا۔ مگر مسلمان مہاجرین ہجرت کر کے یہاں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد نبوی کے مغرب میں بازار کے لئے جگہ کی تعین فرمائی، آگے چل کر یہی بازار سوق مناخہ کے نام سے مشہور ہوا اور مدینہ منورہ کا مشہور مرکزی بازار بن گیا اور صدیوں قائم رہا۔ عہدِ نبوی اور دورِ خلافت میں تجارت میں خوب پیش رفت ہوئی بعض قافلے صحابہ کرامؓ کے دور میں ہوا کرتے تھے۔ تجارتی قافلے اتنے بڑے ہوا کرتے تھے کہ ان کا سامان تجارت ہزاروں اونٹوں پر لادا ہوتا تھا۔ یہ قافلے مدینہ منورہ میں کپڑے، تیل، گیہوں عطر، جواہرات، ہتھیار اور آٹا وغیرہ لاتے اور کھجور، جو اور گھریلو برتن لیکر دوسرے ممالک میں جا کر فروخت کرتے تھے۔ بنوامیہ کے دور میں یہ سرگرمیاں اور تیز ہوگئیں مدینہ منورہ سے ہندوستان، فارس، مصر تک سامان منتقل ہوا۔ مگر عباسی دورِ حکومت میں تجارت میں مندی آ گئی۔ جس کی بڑی وجہ امن وامان کی خرابی تھی۔

مسجد قباء، مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کے اہم بازار

نمبر ا۔ سنٹرل کھجور مارکیٹ: جہاں پر صرف کھجور کی فروخت ہوتی ہے اور بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ اور اعلیٰ اور ہر قسم کی کھجور فروخت ہوتی ہے۔ یہ مسجد نبوی کے جنوب میں واقع ہے۔

نمبر ۲۔ قباء مارکیٹ: یہ قباء روڈ کے دونوں اطراف میں واقع ہے۔

نمبر ۳۔ مدینہ انٹرنیشنل مارکیٹ: یہ سلطان روڈ پر واقع ہے۔

نمبر ۴۔ بلال مارکیٹ: یہ قربان ڈاؤن روڈ پر واقع ہے۔ ان سب بازاروں میں مقامی اشیاء، کھجور، کپڑے اور کھلونے وغیرہ فروخت ہوتے ہیں۔

نمبر ۵۔ شرق اوسط مارکیٹ: یہ بھی سلطان روڈ پر واقع ہے۔

نمبر ۶۔ البدر مارکیٹ: یہ ائیر پورٹ روڈ پر واقع ہے۔

نمبر ۷۔ ساحہ مارکیٹ: یہ مارکیٹ خالد بن ولید روڈ پر واقع ہے۔

نمبر ۸۔ ٹوپ سنٹر: یہ مسجد جمعہ کے قریب واقع ہے۔

ان کے علاوہ رنگ روڈ پر بڑے بڑے تجارتی کمپلیکس بھی ہیں جن میں ہر قسم کی مصنوعات ایجنسیاں ہیں جہاں پر ہر قسم کی اشیاء دستیاب ہیں جن میں بچوں کے کھیلنے کی جگہیں اور ریسٹورانٹس وغیرہ بھی ہیں۔ ان سب کے علاوہ مسجد نبوی کے اطراف میں بہت ساری دکانیں ہیں جہاں سے زائرین اشیاء خرید سکتے ہیں۔

سعودی دورِ حکومت میں مدینہ منورہ میں بہت سی فیکٹریاں بھی کھُل گئیں۔ جن میں پلاسٹک کی مصنوعات، کارپٹس، بجلی کا سامان اور غذائی مصنوعات کی بیشمار فیکٹریاں کھلیں جن میں کھجور کی پیکنگ وغیرہ بھی شامل ہے۔ نیز بے شمار ایسے کارخانے بھی بنائے گئے ہیں جن میں حج کے ایام میں زائرین کے کھانے کے لئے لاکھوں پیکٹس تیار کئے جاتے ہیں۔

(حوالہ جات مدینہ منورہ ماضی وحال کے آئینہ میں، علمی مواد مرکز بحوث و دراسات مدینہ منورہ)

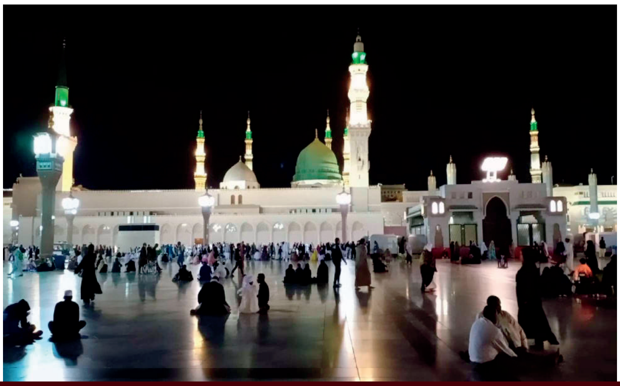

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دِلبر میرا یہی ہے

”خلق خدا کی، ملک بادشاہ کا اور حکم کمپنی بہادر کا۔“

(تحریر و تحقیق: رانا محمد حسن خاں)

برنارڈ شا نے کہا تھا کہ ”میرے لیے زندگی ایک چھوٹی سی موم بتی نہیں ہے، یہ ایک ایسی عمدہ قسم کی ٹارچ ہے جسے مجھے ایک لمحے کے لیے تھمایا گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ جس قدر ممکن ہو اسے روشن کروں اس سے پہلے کہ اسے اگلی نسلوں کو تھماؤں۔“

معزز قارئین! تعریف کے قابل وہی انسان یا قوم ہوتی ہے جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایسا اخلاقی، علمی، عملی اور معاشی سرمایہ چھوڑ جاتے ہیں جس پر بجا طور پر وہ فخر محسوس کریں نہ کہ ندامت۔ جب بغور تاریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ ہمیشہ وہی تہذیبیں دنیا میں شہنشاہیت کا تاج اپنے سروں پر رکھ کر حکمرانی کرتی رہی ہیں جو اخلاقی، علمی، عملی اور معاشی طور پر برتر و اعلیٰ تھیں۔ اور جب یہ تہذیبیں ان خصوصیات سے پیدل ہوگئیں تو دوسری تہذیب جس نے متذکرہ بالا خصوصیات حاصل کر لی تھیں، دنیا کی حکمران بن گئی۔ یہ بھی یاد رہے کہ معلوم تاریخ کے مطابق ہر تہذیب کو بنانے والے انبیاء کرام ہوتے ہیں۔ تہذیبیں بربادی کی راہ پر چل کر تاریخ بن جاتی ہیں۔

عصر حاضر میں بھی اخلاقی، علمی، عملی اور معاشی طور پر مظبوط مغربی اقوام دنیا بھر کو جنبش ابرو سے کنٹرول کر رہی ہیں بالکل ویسے ہی جیسے یونانی، ایرانی اور عربی وغیرہ کرتے رہے ہیں۔ ایک ہزار برس پہلے مسلمان اخلاقی، علمی، عملی اور معاشی طور پر نہایت مظبوط تھے۔ ان کی یہ برتری تاریخی طور پر مغلیہ سلطنت کے اکبر اعظم کے دور تک کم وبیش رہی۔ جس وقت اکبر اعظم جو امت مسلمہ کا آخری لبرل بادشاہ تھا اور رواداری جس کا وصف تھا، ہندوستان پر حکمرانی کر رہا تھا، برطانیہ نہایت تاریک دور سے گزر رہا تھا۔ برطانیہ کی ملکہ ایلزبتھ ون حیران تھی کہ اکبر اعظم کیونکر ہندوستان کے کروڑوں لوگوں کو پرامن اور خوشحال بنانے میں کامیاب ہوا؟

برطانیہ میں خانہ جنگی جو ۱۵۴۱ء میں شروع ہو کر ۱۵۵۱ء میں ختم ہوئی تھی، اس خانہ جنگی نے برطانیہ کو کنگال کر دیا تھا، اس خانہ جنگی کے بعد ۱۵۷۱ء میں برطانیہ میں عوام کی اکثریت غربت کی دلدل میں دھنس چکی تھی، سیاسی اور مذہبی طور پر بدحالی کا شکار برطانیہ ایسا لگتا تھا جیسے کسی عفریت نے اسے دبوچ رکھا ہو۔ نوے فیصد آبادی دیہاتی تھی، اور یہ آبادی کھیتوں میں کام کرتی تھی

ایلزبیتھ اول جسے کنواری ملکہ بھی کہا جاتا ہے۔ ۲۵ برس کی عمر میں ملکہ برطانیہ بنی۔ ۱۵۳۳ء تا ۱۶۰۳ء

اور ان میں اکثریت خوراک کی کمی کی وجہ سے بھوک کے ہاتھوں مر رہی تھی۔ انڈسٹری چلانے والوں نے ان دیہاتیوں کے لیے کڑے قوانین بنا رکھے تھے انڈسٹری میں کام کرنے کی بھاری فیس مقرر کر رکھی تھی۔ برطانیہ میں بھیک مانگنا عام ہو چکا تھا۔ گندگی کی وجہ سے وبائیں اور بیماریوں نے برطانیہ کو بے حال کر رکھا تھا، ہیضہ، طاعون، نمونیہ، فلو، خسرہ وغیرہ سے برطانوی بےبسی سے مر رہے تھے۔ برطانویوں کی اوسط عمر صرف ۳۸ برس ہو چکی تھی یعنی اس وقت کانگو، سیرالیون، سوڈان سے بھی زیادہ بری حالت ہو چکی تھی۔ برطانوی عوام کی اکثریت جاہل تھی اور یہ جاہل ذرا سی بات پر مرنے

مارنے کے لیے تیار ہو جاتے، عیسائی فرقے ایک دوسرے کو کافر سمجھتے تھے، عقیدہ کے اختلاف پر قتل و غارت عام بات تھی، چڑیلوں کا شکار ہونے والے اور چڑیلوں کا شکار کرنے والے بھی بکثرت موجود تھے۔ (اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت اسلام کا قلعہ سمجھے جانے والے ملک سے ملتے جلتے حالات تھے تو شاید غلط نہ ہو۔)

۲۳۲ قبل مسیح عظیم اشوکا کا ہندوستان اشوکا کی وفات کے بعد ترکوں، افغانوں، ایرانیوں، منگولوں وغیرہ نے روند ڈالا تھا۔ اور تقریباً اٹھارہ سو برس بعد اکبر اعظم نے ہندوستان کو عظیم بنا دیا۔ اس وقت یعنی ۱۵۷۷ء میں دنیا کے بہت بڑے حصے پر قائم دنیا کے طاقتور ترین بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کا ہندوستان شاندار سلطنت تھا، مربوط نظام کو بڑی ذہانت سے نافذ کیا گیا تھا اور قوم بلاتفریق مذہب، ملت، رنگ و نسل متحد تھی۔ ۱۵۷۷ء میں عام آدمی کی معقول آمدن تھی اور ٹیکس برائے نام تھا، بازاروں میں جے پور کا سونا، برما کے روبی، عمدہ کشمیری شالیں اور ہر طرح کے مسالے سستے داموں فروخت ہوتے تھے، افیون بنگال سے آتی تھی اور رقاصائیں افریقہ سے آتی تھیں۔ اکبر کے ہندوستان میں امن و امان تھا دولت کی ریل پیل تھی، چالیس لاکھ کی چاق و چوبند فوج تھی، اکبر کے پاس تیس ہزار گھوڑے تھے اور ہزاروں ہاتھی اور ایک ہزار ٹائیگر تھے۔ غیر مسلم مزے میں تھے، ہندو، سکھ اور بدھ کو مکمل مذہبی آزادی تھی وہ بغیر کسی پابندی کے تمام مذہبی رسومات ادا کرنے میں آزاد تھے۔ اکبر اعظم کے شوق بھی نرالے تھے اسے آرٹ، فلاسفی اور تعمیرات سے لگاؤ تھا۔ علمی مباحثوں میں بے حد دلچسپی رکھتا تھا۔ عبادت خانہ میں علمی مباحثوں میں بنفس نفیس شرکت کرتا، طبیعات اور مذہب میں دلچسپی رکھتا تھا۔ مذہبی علماء کے شور شرابے نے اسے ان سے متنفر کر دیا اور اس نے دین الٰہی نامی نیا دین بنایا۔ مذہبی علماء سے جان چھڑانے کے بعد اس نے ہندوستان کو لبرل اسٹیٹ قرار دیا اور اس کے نورتنوں نے عملی نفاذ میں اس کی مدد کی۔ اکبر اعظم شکار کھیلنے کا شوقین تھا وہ چیتوں کا شکار اس طرح کرتا جیسے کوہ نور ہیرے سے کھیل رہا ہو۔ (کوہ نور ہیرا ۱۸۶ قیراط سے زیادہ وزنی تھا۔ یہ وہی کوہ نور ہیرا ہے جسے

شہنشاہ ہندوستان
جلال الدین
محمد اکبر
۱۵۴۲ء تا ۱۶۰۵ء

موجودہ ملکہ برطانیہ نے اپنے تاج میں سجا رکھا ہے۔ ملکہ برطانیہ کے تاج میں جو کوہ نور ہیرا ہے وہ اس ہیرے سے آدھا ہے جو اکبر اعظم کے پاس خاندانی ہیرا تھا) فتح پور سیکری (آگرہ اور فتح پور سیکری لندن سے بڑے شہر تھے اور ہندوستان کا رقبہ پورے یورپ سے بھی بڑا تھا) میں جو اس نے شاندار محل بنوایا تھا اس میں سنگ مرمر اور صندل کی خوشبودار لکڑی استعمال کی گئی تھی، اور محل کے کمروں کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے خادم مورچھل کرتے تھے۔

برطانوی تاجر رالف فچ وہ پہلا برطانوی تھا جس نے آٹھ برس میں ایران، عراق، شام، لیبیا اور ہندوستان تک کا سفر Lavent company کے بحری جہاز Tyger کے ذریعہ شروع کیا تھا۔ اس نے ہندوستانی شہر آگرہ سے الٰہ آباد تک کا سفر ایک بہت بڑے تجارتی قافلے کے ہمراہ کیا اس قافلے کی ایک سو سے زائد بڑی کشتیاں نمک، افیون، ہنگ، سکہ، قالینوں اور دوسری اشیاء سے بھری ہوئی تھیں۔ برطانوی تاجر رالف فچ کے مطابق اس نے سونا اور ریشم سے لدے چھکڑے قطار در قطار سڑک پر رواں دواں دیکھے تھے، بازاروں میں ہیرے فروخت ہوتے دیکھے تھے۔ رالف فچ نے ہندوستان میں لاہور، بنارس، سورت، گوا، کچھ، پٹنہ، چٹاگانگ، بہار اور دوسرے شہروں کا سفر کیا تھا اور بازاروں کا مشاہدہ کیا تھا واپسی پر اس نے برما کے شہر رنگون میں اور تائی سلطنت میں بھی کچھ وقت گزارا۔

رالف فچ نے واپس برطانیہ پہنچ کر سفر نامہ بھی شائع کروایا تھا، ملکہ ایلزبیتھ کو اس نے رپورٹ دی اور بتایا کہ ہندوستان وسائل سے مالا مال ملک ہے، اس ملک میں مسالے، نمک، سونے وغیرہ کی بہتات ہے۔ اس کے علاوہ اس

نے بتایا کہ ملک کا نہایت طاقتور بادشاہ اکبر شاندار محل میں رہتا ہے اور رعایا بھی رواداری و بھائی چارے کی فضا میں چین کی نیند سوتی ہے۔ برطانوی تاجر رالف فیچ (Ralph Fitch) کی زبانی اکبر اعظم کے ہندوستان کی ہوشربا داستان سن کر اور دوسرے ذرائع سے ملنے والی معلومات کے بعد ملکہ برطانیہ نے جو فیصلہ کیا اس نے برصغیر اور برطانیہ کی تاریخ کو دوصدیوں میں یکسر بدل کر رکھ دیا ۱۶۰۰ء میں ملکہ برطانیہ نے Levant company کمپنی کے ۱۵۹۲ء میں بنائے گئے گورنر رالف فیچ کو ہندوستان کے ساتھ تجارت کی پندرہ برس کی اجازت دے دی۔ رالف فیچ نے نہایت قیمتی معلومات کمپنی کو دیں۔ ملکہ کی ۱۶۰۳ء میں وفات کے بعد جیمز ون نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو خصوصی اختیارات کے ساتھ تجارت کرنے کی اس شرط پر اجازت دے دی کہ اگر ڈھیروں منافع نہ کما سکے تو تمام خصوصی اختیارات واپس لے لیے جائیں گے ۔یعنی اس کمپنی کا ہدف زیادہ سے زیادہ دولت کمانا تھا۔ اکبر اعظم کے بیٹے جہانگیر نے انگریزوں کی ہندوستان میں تجارت کی اجازت نہ دی، شاہ جہاں نے اپنے دادا کی سلطنت کو مزید بڑا کیا تھا اس نے بھی انگریزوں کو گھاس نہ ڈالی۔ مگر اس کا بیٹا اورنگ زیب عالمگیر جب اپنے باپ کو قید کر کے بادشاہ بن گیا تو اس نے انگریزوں کو تجارت کے لیے محفوظ راہداری فراہم کر دی۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے سے ایسٹ انڈیا کمپنی نے سونے کی چڑیا ہندوستان کو تیزی سے کنگال کرنا شروع کیا اور بالآخر تمام ہندوستان کو غلام بنالیا، جو کہ آج بھی آزادی ملنے کے باوجود غلام ذہنیت سے پیچھا نہ چھڑا سکا ہے۔

معزز قارئین! جلال الدین محمد اکبر نے وہ شمع جو اپنے باپ ہمایوں سے حاصل کی تھی اس کی روشنی کو تمام ہندوستان میں پھیلا دیا اور اس کی اولاد نے اسے مزید روشن کرنے کی بجائے رفتہ رفتہ بجھا دیا اور عالم اسلام میں بجھی ہوئی شمع ابھی تک کسی اکبر کے انتظار میں ہے جو اسے روشن کرے۔ اس کے بالمقابل برطانیہ جو ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اور جس کی آبادی ۱۸۵۱ء میں محض ایک کروڑ تھی، کی ملکہ ایلز بیتھ اول نے بھی ۱۶۵۲ء میں ایک شمع روشن کی تھی جس کی روشنی میں آج تک اس ملکہ کے پیشرو اضافہ کر رہے ہیں۔ وہ برطانوی قوم عالم اسلام کو متاثر کر رہی ہے۔ اکبر اعظم نے رواداری جیسے جس اعلیٰ وصف اور بلا تفریق مذہب و ملت، رنگ و نسل خدمت کی بدولت دلوں پر حکمرانی کی تھی اب یہ شاندار اوصاف مسلمانوں میں تقریباً ناپید ہو چکے ہیں۔ اور برطانیہ کے شہری رواداری کی بدولت امن کے مزے لے رہے ہیں۔

اور یہ بھی سچ ہے کہ ان کی رواداری عالمی نہیں ہے۔ جب تک برطانیہ میں کوئی نالائق مغلوں جیسا نہیں آئے گا، چرچل، برنارڈ شا جیسے مفکروں کو عزت دی جاتی رہے گی، بلا امتیاز مذہب و ملت، رنگ و نسل انصاف فراہم کیا جاتا رہے گا تب تک کئی ممالک کے وسائل برطانیہ کی تجوری بھرتے رہیں گے۔

سچی بات یہ ہے کہ جب مغل بادشاہوں نے عیاشی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا عوام کا جینا حرام کر دیا تو عوام نے بھی غلامی قبول کرنے میں دیر نہ لگائی۔ اگست 1765 میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل بادشاہ شاہ عالم کو شکست دی۔ لارڈ کلائیو نے ان سے مشرقی صوبوں بنگال، بہار اور اڑیسہ کی 'دیوانی' یعنی ٹیکس وصول کرنے اور عوام کو کنٹرول کرنے کے حقوق، چھبیس لاکھ روپے سالانہ کے عوض حاصل کیے۔ اس کے بعد کمپنی ہند کی مالک بن بیٹھی۔ اور پھر اٹھارہویں صدی میں جنوبی علاقوں میں 1769 سے 1773 تک قحط سے بہار سے لے کر بنگال تک کا علاقہ متاثر ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق اس قحط سے ایک کروڑ افراد (برطانیہ کی کل آبادی کے برابر) جان کی بازی ہار گئے۔ گورنر جنرل وارن ہاسٹنگ کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک تہائی آبادی بھوک کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔

مشہور مورخ جناب ڈاکٹر مبارک علی اپنی کتاب ''آخری عہد کا مغلیہ ہندوستان'' میں لکھتے ہیں کہ ''1848ء میں رقص و سرود کی محفلوں میں داد عیش دینے والے اس قماش کے ناکارہ سلاطین کی تعداد 2104 تک جا پہنچی۔ شاہ عالم کے بیٹے اکبر بھی جنسی جنون میں اپنے باپ سے کم نہ تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں وہ اٹھارہ بیویوں کے شوہر تھے۔'' مورخ سید حسن ریاض کے مطابق شاہ عالم کی شکست کے بعد یہ بات زبان زدعام تھی:

''خلق خدا کی، ملک بادشاہ کا اور حکم کمپنی بہادر کا۔''

وہ حکمران جو اپنی رعایا کے حقوق پورے کرنے کے بجائے عیش پرست ہو جاتے ہیں ان کی قومیں بڑی آسانی سے غلامی کی زنجیریں پہن لیتی ہیں اور ایسا ہی ہوا ہندوستان جس کی آبادی بیس کروڑ تھی، ایک کروڑ آبادی والے ملک کا غلام ہو گیا، کوئی بادشاہ، سلطان، نواب ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور غلامی در غلامی ہندوستانیوں کا مقدر بن گئی۔ اگر ہندوستان کو ان عیاش 2104 سلاطین کے بدلے، دو چار برنارڈ شاہ، چرچل جیسے دانشور مل جاتے تو ہندوستان کی تاریخ یکسر مختلف ہوتی۔ عصر حاضر میں اسلامی ممالک کی حالت بھی غلام ہندوستان جیسی ہے فرق یہ ہے کہ ابھی تک آزادی کے لیے کہیں بھی پہلا قدم بھی اٹھایا نہ جا سکا ہے۔

'اندر کا کرب' (افسانہ)

(افسانہ نگار: تنویر صادق)

غزل سناتے وہ بڑی موج میں تھی۔ جھومتی، لہلہاتی، دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہوتی اپنی غزلیں سنائے جا رہی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ کبھی کبھی وہ گھومتی ہوئی پورے وزن کے ساتھ مجھ پر جھک جاتی۔ میں اس کے جسم کے دباؤ سے بچنے کے لئے ہر دفعہ دروازے کی طرف سمٹ جاتا۔ وہ لہلہا رہی تھی اور میں عقیدت اور احترام کے جذبے سے اس قدر سرشار تھا کہ کوئی دوسری بات ذہن میں آ ہی نہ رہی تھی۔ احترام کا سبب اس کی خوبصورت شاعری بھی تھی اور کچھ اس کی بزرگی کا خیال بھی تھا۔ مگر اس کا انداز کسی شرابی کا سا ہوتا جا رہا تھا جو نشے سے مخمور سوچنے اور سمجھنے سے عاری ہو جائے۔ ایک آدھ دفعہ اس نے خود کو مجھ پر گرا دیا تب میں نے احتجاجاً اسے پرے کرتے گاڑی روک کر کہا کہ میڈم، ذرہ دھیان کریں، گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہونے کا امکان ہے۔ وہ چند لمحوں کے لئے قدرے سنبھلی مگر پھر وہی انداز۔

یہ جنوری کے مہینے کے ابتدائی دن تھے۔ باہر اس قدر سردی تھی کہ سردی سے جسم کا خون جم رہا تھا۔ گاڑی سے اتر کر میں اس ہال نما کمرے میں جا بیٹھا۔ یہ میرے ایک دوست کا گھر تھا۔ میرا وہ دوست بڑا اچھا شاعر اور ادیب ہے اور اس کی سب سے بڑی خوبی ادب پروری ہے۔ اس دن اس نے گھر پر مشاعرے کا اہتمام کیا ہوا تھا اور میں بھی مدعو تھا۔ اس بڑے کمرے کے اندر ہیٹر جل رہے تھے اس لئے صورت حال کچھ مختلف تھی کیونکہ ہیٹروں نے کمرے میں اس قدر گرمی کی ہوئی تھی کہ بدن جلنے لگا تھا۔ مگر ہر شخص جمنے کی بجائے جلنے کو ترجیح دیتے ہوئے ہیٹر سے قریب تر بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں محفل مشاعرہ شروع ہو گئی۔ میں شاعری تو نہیں کرتا مگر ہمیشہ سے اچھے شعروں کو سننے کا بہت شوقین ہوں۔ یہی شوق مجھے اس مشاعرے میں لے آیا تھا۔ بڑا ہی شاندار مشاعرہ تھا۔ تمام شاعروں اور شاعرات نے اس قدر خوبصورت شعر کہے کہ ہر شعر نے جذبات میں گرمی بھر دی۔ ہیٹر کی گرمی اور جذبات کی گرمی نے مل کر وہ عجیب سرور و مستی کا سماں پیدا کر دیا تھا کہ جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ ساڑھے بارہ بجے رات مشاعرہ ختم ہوا۔ میں نے منتظمین سے اجازت لی اور وہی گرمی جذبات لئے میں باہر نکلا۔ گاڑی سٹارٹ کی۔ گاڑی شدید سرد تھی۔ میں نے گاڑی کا ہیٹر آن کیا کہ گاڑی بیٹھنے کے قابل ہو جائے۔ اس سے پہلے کہ میں گاڑی موڑتا اور گھر کو چلتا۔ انتظامیہ کے ایک صاحب بھاگتے ہوئے میرے پاس آئے۔ کہنے لگے کہ تھوڑی سی تکلیف کریں آپ کے گھر کے قریب ہی ایک خاتون شاعرہ رہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ جس دوست کے ساتھ آتی اور اپنے گھر واپس جایا کرتی تھیں وہ آج تشریف نہیں لائے۔ اتنی رات کو کوئی دوسری سواری بھی ملنا مشکل ہے۔ آپ مہربانی کریں انہیں راستے میں ان کے گھر چھوڑتے جائیں۔ ''خوش آمدید، بھیج دیں''، میں نے کہا۔ چند لمحوں بعد ایک خاتون میرے ساتھ میری گاڑی میں تشریف فرما تھیں۔

پنتالیس سال کے لگ بھگ کی گوری چٹی، موٹی سی ہنس مکھ خاتون جو میری گاڑی میں میری ہم سفر تھیں، ایک اچھی شاعرہ تھیں۔ شکل و صورت بھی بہت اچھی تھی یقیناً جوانی میں سراپا غزل رہی ہونگی۔ مشاعرے میں انہوں نے بڑے ترنم سے غزل سنائی تھی۔ ان کی آواز میں کمال کشش تھی۔ میں نے ان کی غزل بہت غور سے سنی تھی اور چند اشعار ابھی تک مجھے زبانی یاد تھے۔ ان کا لہجہ، ترنم اور شاعری تینوں چیزیں قابل تعریف تھیں۔ وہ گاڑی میں بیٹھیں تو میں نے ان کی تعریف کی اور ان کے مشاعرے میں کہے شعر دہرائے تو بہت خوش ہوئیں۔ میرے بارے بڑی تفصیل سے پوچھا تو میں نے بتایا کہ میری عمر پچیس سال ہے، دو سال پہلے یونیورسٹی سے فارغ ہوا ہوں اور آج کل بحیثیت استاد کام کر رہا ہوں۔ پھر اپنے بارے بتانے لگیں۔ عورتیں عمر نہیں بتاتیں۔ اس لئے انہوں نے میرے پوچھنے پر بھی اپنی عمر نہیں بتائی۔ بس ہنس کر بولیں، ''میں بھی پڑھاتی ہوں۔ تمہاری عمر جتنے سال مجھے پڑھاتے ہو گئے ہیں، میں بیس پچیس سال سے اس شعبے سے وابستہ ہوں۔ آج کل ایک سکول کی ہیڈ مسٹرس ہوں۔ میرے تو بچے جوان ہیں۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا میں شادی شدہ ہوں؟''۔ ان کے اس سوال پر میں نے نفی میں سر ہلایا۔ مجھے اس کی شاعری

اچھی لگی تھی اور میں اس بارے بات کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ موضوع بدلنے کے لئے میں نے کہا ”آپ کی غزل بہت خوبصورت تھی، بالکل آپ کی طرح“۔ شکریہ! میری بہت اچھی اچھی غزلیں ہیں، آپ کہیں تو سناؤں۔ ضرور ضرور، میں نے خوش ہو کر کہا۔ سرد رات، گرم گاڑی، سنسان سڑک اور ارد گرد گہرا سناٹا، سوائے گاڑی کے انجن کی ہلکی سی آواز کے ہر طرف بالکل ہو کا عالم تھا۔ میں نے گاڑی بہت زیادہ آہستہ کر لی اور اس کی غزلیں سننے لگا۔ اس کی خوبصورت آواز اس سناٹے میں بہت خوبصورت سماں پیدا کر رہی تھی۔ میں ماحول کے سحر اور اس کی خوبصورت غزلوں میں مگن اس ماحول اور آواز سے پوری طرح لطف اندوز ہونے لگا۔ اس کی غزلوں میں بلا کا درد تھا اور درد میری کمزوری ہے۔ میں نے شاعری میں اس درد کی وجہ جاننے کے لئے اس سے بہت سے سوال کئے۔ ہر سوال کے جواب میں وہ دل کو چھو لینے والا ایک نیا شعر سنا دیتی۔ لگتا تھا اس کے اندر کسی کرب کا بحر بیکراں موجزن ہے۔

تھوڑا فاصلہ بڑے سکون سے گزرا پھر اس نے عجیب مدہوشی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ وہ جھومنے لگی۔ اس کی نئی حرکتیں اور اس کا احمقانہ انداز مجھے اب شدید ناگوار گزر رہا تھا۔ ماحول کا اثر اور اس کی آواز کا سحر اس کی حرکتوں کے سبب پوری طرح کافور ہو چکا تھا۔ مجھے ناراض دیکھ کر وہ تھوڑا سا سنجیدہ ہو کر بیٹھ گئی۔ سامنے چوک آ گیا۔ اس نے بڑے پراسرار انداز میں میرے قریب آ کر میرے کان میں سرگوشی کی۔ یہاں دائیں مڑنا ہے۔ دائیں مڑنے کے بعد اس نے پھر اسی انداز میں میرے کان کہا ”اب بائیں ہو جائیں“۔ پانچ چھ دفعہ دائیں اور بائیں کی تکرار کے بعد اس نے گاڑی کو ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا کر روکنے کا کہا، میں نے گاڑی دیوار کے ساتھ روک لی ”فاصلہ زیادہ ہے، تھوڑا سا اور دیوار کے ساتھ کر دو“۔ میں جا رہا ہوں، آپ اتریں۔ میں نے بڑے روکھے انداز میں کہا۔ ”وہ سامنے اوپر جو کھڑکیاں ہیں۔ وہ میرا گھر ہے۔ دیکھو۔ میں نے جھک کر گاڑی کے اس کی طرف والے دروازے سے دیکھنے کی کوشش کی مگر اتنا اونچا دکھائی نہ دیا۔ ذرا نیچے ہو گے تو نظر آئے گا۔ اس نے بڑے پیار سے منت کی، میں تھوڑا سا جھکا اس نے پوری طرح جھک کر مجھے اوپر سے دبا دیا اور مجھے لگا وہ اپنا جسم مجھ سے رگڑ رہی ہے۔ میرا جسم اس کے شکنجے میں تھا۔ میں نے کہا۔ کھڑکیاں نظر آمیئں تھوڑا سا جھکا۔ اس نے پوری طرح جھک کر مجھے اوپر سے دبا دیا اور مجھے لگا وہ اپنا جسم مجھ سے رگڑ رہی ہے۔ میرا جسم اس کے شکنجے میں تھا۔ میں نے کہا۔ کھڑکیاں نظر آ گئی ہیں، پرے ہٹو۔ وہ پرے ہٹی اور کہنے لگی، ” تم نے ابھی کہا تھا کہ میری غزلیں میری طرح خوبصورت ہیں۔ تم نے مجھے جوانی میں نہیں دیکھا جب میں واقعی خوبصورت تھی۔ ہم غریب لوگ تھے۔ میری خوبصورتی کی وجہ سے میرے لئے بہت رشتے آئے مگر میں بڑے بڑے محلوں، بڑی بڑی گاڑیوں، آگے پیچھے پھرتے نوکروں اور بہت ساری دولت کے خواب دیکھتی تھی۔ مجھے گھر کی کم اور دولت کی زیادہ ضرورت تھی۔ پھر ایک مالدار شخص سے میری ملاقات ہوگئی، مجھے لگا مجھے سب کچھ مل گیا۔ ہاں ملا تو سہی مگر وقتی طور پر، بہت تھوڑے عرصے کے لئے۔ میرے میاں کی گاؤں میں بھی ایک بیوی تھی جو فقط گھر تک محدود تھی، میں شہری بیوی اس کے دوستوں کی محفل کی جان ہوتی۔ وہ شہر آتے تو میں ہر لمحہ ساتھ ہوتی۔ پانچ سال بڑی خوش اسلوبی سے گزرے۔ پھر میرے میاں نے ایک نئے ماڈل کی کار خریدی اور ساتھ ہی ایک نئے ماڈل کی مجھ سے چھ سات سال چھوٹی خوبصورت سی پتلی دبلی بیوی بھی لے آئے۔ میں تڑپتے رہی سسکتی رہی، مگر اسے پرواہ بھی نہیں تھی، آج وہ سارا درد میری شاعری میں جھلکتا ہے“۔ پھر ایک عجیب سی ہنسی ہنس کر کہنے لگی، ”میرے میاں زمیندار ہیں، انہیں عیاشی اور کاشتکاری سے فرصت ہی نہیں ملتی اس لئے یہاں کبھی نہیں آئے۔ میں اگر کبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہوں، مجھے گھر کی ضرورت محسوس ہو تو چھٹیوں میں گاؤں چلی جاتی ہوں جہاں ان کی ایک گاؤں کی مکین خاندانی پرانی بیگم اور میرے جیسی دو تین شہری بیویاں رہتی ہیں، میاں وہاں ہوں تو سرسری ملاقات ہو جاتی ہے ورنہ اپنی سوکنوں سے مل کر اور کچھ دن گزار کر واپس آ جاتی ہوں۔ میری سوکنیں بہت اچھی ہیں، ہمارا دکھ سانجھا ہے۔ اس لئے ایک دوسرے کو سمجھتی اور ایک دوجے کا احترام کرتی ہیں۔ لیکن یہاں میں اکیلی رہتی ہوں بالکل اکیلی۔ سامنے سیڑھیاں چڑھ کر سب سے پہلا میرے فلیٹ کا دروازہ ہے، جب وقت ملے میری طرف

جب وقت ملے میری طرف آجایا کرو"۔

میں نے بڑی سعادت مندی سے "جی ضرور" کہا اور اس کو بتایا کہ گھر سے لیٹ ہو رہا ہوں۔ پلیز گاڑی سے اتر جاؤ۔ اس نے میری طرف دیکھا یوں لگتا تھا وہ رو دے گی۔ پھر کہنے لگی، "تم آج نہیں جاؤ گے۔ تم نے اپنی گفتگو سے مجھے اداس کر دیا ہے۔ میرے اندر کا درد جگا دیا ہے، اب تم جاؤ گے نہیں، رات میرے ساتھ گزارو گے۔ ایک خوبصورت رات، صرف ہم دونوں ہوں گے اور کوئی نہیں۔ پلیز انکار مت کرو۔ یہ کہتے ہوئے وہ مجھ سے لپٹ گئی۔ کہنے لگی تم نے شاعری کے حوالے سے تم نے بہت سی ایسی ذاتی باتیں مجھ سے پوچھی ہیں کہ میں اداس ہوگئی ہوں۔ آج اگر تم میرے پاس نہیں آؤ گے تو مجھے نیند بھی نہیں آئے گی۔ تم نے اپنی باتوں سے میرے اندر بہت سی چیزوں کو جگا دیا تھا۔ میں نہیں چاہتی تم جاؤ۔ آج رات میرے پاس ٹھہر جاؤ۔ اس نے میرا بازو تھام لیا۔ اس کے انداز میں بلا کی منت تھی اور میں نے غور کیا اس کی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ میں حیران اس کی عجیب بہکی بہکی باتیں سنی ان سنی کر رہا تھا۔ ان دنوں میں عام طور پر شام کے بعد گھر سے باہر نہیں جاتا تھا۔ کچھ گھر کا ماحول، دوسرا بچپن میں ماں کہا کرتی تھی کہ رات کو گھر سے باہر ہرگز نہ نکلو، چڑیلیں آوارہ پھر رہی ہوتی ہیں جو چمٹ جاتی ہیں۔ اس وقت مجھے یوں لگا کہ واقعی کوئی چڑیل یا بلا مجھے چمٹ گئی ہے۔ میں نے زور لگا کر خود کو اس کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر زور زور سے چلایا، باہر نکلو، باہر نکلو۔ وہ ایک دم گھبرا کر گاڑی سے باہر تھی۔ میری طرف اس نے گھور کر دیکھا اور کہنے لگی:

"آؤ یا نہ آؤ تمہاری مرضی مگر یہ میرا محلّہ ہے یہاں شور مت کرو۔ میرا یہاں وقار اور عزت ہے اسے خراب مت کرو۔ مجھے نہیں اندازہ تھا تم اس قدر عجیب، احمق اور بے حس آدمی ہو"۔

"میں جو بھی ہوں بس ٹھیک ہوں"۔

یہ کہتے ہوئے میں تیزی سے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی بھگا دی۔ گلی کا موڑ مڑتے ہوئے میں نے پیچھے دیکھا، وہ اب تک سڑک کے بیچ میں اسی طرح اکیلی کھڑی میری گاڑی کو جاتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اعلان برائے اشتہارات

کاروبار کی ترقی کے لیے اشتہارات کی اشاعت عصر حاضر میں کاروباری حضرات کی اہم ضرورت ہے۔ ادارہ پیشوا نہایت کم قیمت پر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حاضر ہے۔

A.4۔ فل سائز۔ کلر۔ £150 ہاف پیج۔ کلر۔ £80 کوارٹر پیج۔ کلر۔ £50

پیشوا میں اشتہارات شائع کروانے کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں

رانا عبدالصمد خاں 07792998973

برطانیہ میں اسلامی شادیوں کی رجسٹریشن میں تردد کیوں؟

تحریر و تحقیق: زکریا ورک۔ ٹورنٹو کینیڈا

برطانیہ میں اس وقت 60 فی صد سے زیادہ مسلمان عورتیں اسلامی شادی (نکاح) کے مطابق رہ رہی ہیں اور ان کی کوئی سول میرج رجسٹر نہیں ہوئی ہے۔ یوں مسلمان بیویاں لاعلم رہتی ہیں کہ ان کو بھی وہ ازدواجی حقوق حاصل ہیں جو سوسائٹی میں دوسری عورتوں کو حاصل ہیں۔

برطانوی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی فیصلہ کن قدم نہ اٹھائے جانے پر ہزاروں مسلمان عورتیں ایسی شادیوں میں محبوس ہیں جن کو اسلامی طلاق کے نتیجہ میں جائیداد میں حصہ اور نان نفقہ کیلئے کوئی مداوا نہیں ملتا بلکہ بعض صورتوں میں تو ایسی عورتوں کو اپنے بچوں سے بھی الگ کر دیا جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں عورت کو طلاق کی صورت میں جائیداد میں پچاس فی صد ملتا ہے۔ چونکہ ایسی اسلامی شادیوں کے خلاف کوئی قدغن نہیں ہے اس لئے بعض مرد متعدد بیویاں رکھے ہوئے ہیں کیونکہ bigamy کا قانون ایسی غیر رجسٹرڈ شدہ شادیوں پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ برطانوی دو زوجیت کا قانون Matrimonial Causes Act 1973 کے ماتحت ایک جرم ہے جس کی سزا سات سال قید ہے۔

برطانیہ سے شائع ہونیوالی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ملک میں ہزاروں مسلمان عورتیں "شادی کی قید" میں زندگی گزار رہی ہیں کیونکہ گورنمنٹ نے شریعہ شادیوں کو لازمی طور پر رجسٹرڈ کروانے میں لیت ولعل سے کام لیا ہے مبادا ان پر اسلاموفوبک کا لیبل چسپاں نہ کر دیا جائے۔

اس رپورٹ کا نام Fallen Through the Cracks ہے جس کی مصنف ایما ویب Emma Webb جس کا تعلق CIVITAS تھنک ٹینک سے ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں ہر سال 100,000 اسلامی شادیاں ہوتی ہیں جن میں سے صرف 25% گورنمنٹ

یہ رپورٹ اگست 2020 کے شروع میں شائع ہوئی تھی جس کے مطابق گورنمنٹ کے اندر ایسے افراد ہیں جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر انہوں نے لوگوں کو سرکار کے ساتھ شادیاں رجسٹر کروانے پر مجبور کیا تو کہیں ان کو اسلاموفوبک نہ کہہ دیا جائے۔ ان کے نزدیک ایسی شادیاں سوشل اور مذہبی مسئلہ ہیں جس کا مداوا کمیونٹی کو کرنا چاہئے بجائے قانون کے ذریعہ کیا جائے۔ رپورٹ کے مطابق ٪60 فی صد سے زیادہ مسلمان عورتیں اسلامی شادی کے مطابق رہ رہی ہیں اور ان کی سول میرج رجسٹر نہیں ہوئی ہیں۔ یوں وہ لاعلم رہتی ہیں کہ ان کو وہ ازدواجی حقوق حاصل نہیں جو سوسائٹی میں دوسری عورتوں کو حاصل ہیں۔

برطانوی ہوم آفس نے 2018 میں ملک میں شریعہ لاء کے نفاذ پر ایک ریویو کا حکم دیا تھا جس کے نتائج یہ تھے مسلمانوں کو برطانیہ میں سول میرج کے ساتھ اسلامی میرج بھی کرنی چاہئے تاکہ مسلمان عورتوں کو قانون کے مطابق مکمل تحفظ مل سکے۔ 2017 کی رائے شماری میں پتہ چلا تھا کہ برطانیہ میں قریب تمام مسلمان عورتوں کا نکاح ہوا تھا لیکن ان میں سے دوتہائی کی سول میرج نہیں ہوئی تھی۔

برطانوی لیگل سسٹم کے متوازی ملک میں شریعہ کونسل 1982 سے کام کر رہی ہیں۔ سول لاء کے مطابق ایسی شریعہ کونسلوں کا کوئی لیگل سٹیٹس نہیں اور نہ ہی ان کی کوئی binding authority ہے۔ برطانیہ میں اسلامی شادیوں کے بعد طلاق کے فیصلے اسلامک شریعہ کونسل (مجلس شریعہ الاسلامیہ) کی وساطت سے کئے جاتے ہیں۔ اس وقت ملک کے شہروں میں 85 کونسلیں کام کر رہی ہیں۔ کونسل کے ویب سائٹ http://www.shariahcouncil.org/ کے مطابق خاوند کو یہ حق

حاصل ہے کہ چاہے تو وہ طلاق زبانی دے یا پھر تحریر میں۔ ویب سائٹ پر تفصیل سے طلاق کا طریق دیا گیا ہے اور طلاق یا خلع فارم بھی موجود ہے۔ طلاق یا خلع ہر صورت میں اس کی فیس تین سو سے چار سو پاؤنڈ ادا کرنی ضروری ہوتی ہے۔ کونسل کے ممبران میں چھ مرد سکالر اور ایک خاتون سکالر ہے۔ کونسل کے سامنے ہر مہینے دو سو سے لے کر تین سو تک کیسز آتے ہیں۔ کونسل پر الزام عائد کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس کے ممبران اکثر مرد ہوتے ہیں اس لئے یہ فیصلے بھی مردوں کے حق میں کرتے ہیں۔ لیکن بعض عورتوں کے ساتھ یہ بھی ہوا یاد رہے کہ ہندوستان کی پارلیمنٹ نے جولائی 2019 میں تین طلاق کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیا تھا۔ مسلم دنیا بشمول پاکستان، بنگلہ دیش اور سعودی عرب میں تین طلاق غیر قانونی مانی جاتی ہے۔ 2018 میں ایک فیملی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ نکاح void marriage تھا۔ اس کے خلاف سرکار نے اپیل دائر کر دی۔

دوزوجیت کا قانون

رپورٹ کی مصنف ایما ویب نے اخبار دی ٹیلی گراف کو بتایا کہ مسلم ویمن ایکٹوسٹ اور بین الاقوامی اداروں کے احتجاج کے باوجود روزانہ عورتوں سے سفاکانہ سلوک کیا جارہا ہے محض اس وجہ سے کہ ہمارے قانون میں خامیاں ہیں۔ اگر چہ دوزوجیت bigamy برطانیہ میں غیر قانونی ہے مگر اس کے باوجود شریعہ شادیاں ریڈار میں آنے سے بچی رہتی ہیں۔ اور جب مسلمان مرد کثیر الازدواجی polygamous تعلقات استوار کر لیتے ہیں تو اس کی وجہ سے عورتوں کو شادی کے حقوق نہیں مل پاتے اور نہ ہی ان کو برطانیہ کے قانون کے مطابق کوئی حفاظت ملتی ہے۔ یوں عورتیں اور بچے ظلم و ستم، ایکس پلائی ٹیشن اور مفلسی و ناداری کا نشانہ بن جاتے ہیں۔

رپورٹ میں کہا گیا ایک سے زیادہ اسلامی شادیوں سے مردان قوانین کو خاطر میں نہیں لاتے جیسے بگامی Bigamy اور پولی گمی polygamy جو ایک سے زیادہ شادی کو غیر قانونی قرار دیتے مگر ایسی شادیوں کو سول میرج میں رجسٹر نہیں کروایا جاتا۔ ایک اندازے کے مطابق برطانیہ میں 20,000 سے زیادہ ایسی شادیاں ہیں جن پر برطانوی قانون کی گرفت نہیں ہے۔ اسلامی طریق سے فوری طلاق کے بعد عورت اور بچے وگر گوں حالت میں چلے جاتے ہیں۔ ایسی عورتیں ڈومیسٹک اور سیکس اوَل ابیوز کا شکار ہو جاتیں۔ کوئی چائلڈ سپورٹ نہیں ملتی ہے، اور وہ ان حالات سے فرار بھی نہیں پا سکتیں۔

اسلامی شادیوں کی رجسٹریشن

گورنمنٹ کو چاہئے کہ تمام اسلامی شادیوں کی سٹی ہال میں با قاعدہ رجسٹریشن کی جائے تا مسلمان عورتوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک روا رکھا جاتا اس کا تدارک ہو سکے۔ بہت ساری مسلمان عورتیں اس حقیقت سے بے بہرہ ہوتیں کہ اسلامی شادی کے بعد ان کو لیگل پروٹیکشن نہیں ملتی اور نہ ہی ان کو شادی کے بعد حقوق مل سکتے۔ اسلامی قانون کے مطابق کوئی مسلمان مرد اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کہہ کر اس سے دست بردار ہو سکتا مگر عورت کو یہ حق حاصل نہیں وہ مرد کو تین مرتبہ طلاق کہہ اس سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔ سول عدالتیں ان خانگی امور میں مداخلت نہیں کرتیں، اور طلاق کی صورت میں اکثر عورتیں فنانشل ایکس پلائی ٹیشن کا نشانہ بن جاتیں۔ بعض صورتوں میں شریعہ کونسل زخم پر نمک چھڑکنے کا کام کرتیں جب ان کا رجحان عورت کی طرف منفی ہوتا یا عورت پر بے جا پریشر ڈالا جاتا کہ وہ خاوند کے ساتھ مصالحت کر لے۔

گزشتہ دس سال سے تمام حکومتیں اس مسئلہ سے آگاہ رہی ہیں لیکن کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ بیرونس کاکس Baroness Cox نے اس ضمن میں کئی ایک بل پیش کئے مگر ان میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہوا، جیسے Independent Review into the application of sharia law in England and Wales۔ پھر 2012 کے منظور شدہ استنبول کنونشن Istanbul Convention کے مطابق ہماری حکومت نے کچھ بھی نہیں کیا۔

رپورٹ میں اس بات زور دیا گیا ہے کہ موجودہ قوانین پر نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے تا کہ اسلامی شادیوں کی رجسٹریشن لازمی قرار دے دی جائے۔

بقایا: کیا بیت لحم، معجزاتی ستارہ ہے؟

صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ ”روم کا عیسائی بادشاہ ہرقل جب زمانہ نبویؐ میں دورہ کرتے ہوئے ایلیا کے مقام پر آیا تو ایک دن صبح کے وقت اس کی طبیعت بہت ناساز تھی وہ علم ہیئت کا ماہر تھا اور رصدگاہوں میں بیٹھ کر ستاروں کو دیکھا کرتا تھا۔اس نے کسی کے پوچھنے پر بتایا کہ آج رات جب میں ستاروں کا معائنہ کر رہا تھا تو میں نے وہ علامات دیکھیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کا بادشاہ یعنی نبی آخر الزمانؐ ظاہر ہو گیا ہے۔“

(صحیح بخاری باب بدء الوحی)

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ”رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں شہب بھی گرے اور اس کثرت سے گرے کہ کفار نے خیال کیا کہ شاید آسمان اور زمین تباہ ہونے لگے ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر سورۃ الجن زیر آیت انا لمسنا السماء)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق مہدی و مسیح موعود کی آمد پر کیا آسمانی نشان ظاہر ہوں گے۔سورج، چاند گرہن کی پیشگوئی کا ذکر ہو چکا ہے۔مزید پیشگوئیاں پیش خدمت ہیں:۔

امام مہدی کے ظہور کی 10 علامات ہیں اور پہلی علامت دمدار ستارے کا طلوع ہونا ہے۔ (بحار الانوار جلد 52 صفحہ 268 از علامہ باقر مجلسی دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ مشرق سے ایک ستارہ نکلے گا وہ زمین پر اس طرح روشن ہوگا جس طرح 14 ویں کا چاند۔ پھر لکھا ہے ایک ستارہ ظاہر ہوگا جس کی کئی دمیں ہوں گی۔

(کتاب الفتن نعیم بن حماد جلد 1 صفحہ 225۔229 باب علامات من السماء حدیث 625۔642)

حضرت ابو جعفر محمد بن علی سے روایت ہے کہ امام مہدی سے قبل مشرق میں ستارہ ذوالسنین طلوع ہوگا یہ وہ ستارہ ہے جو طوفان نوحؑ کے وقت، ابراہیمؑ کے آگ میں ڈالے جانے کے وقت، فرعون کی غرقابی اور یحیٰؑ کی شہادت کے وقت نکلا تھا اور یہ طلوع کسوف شمس قمر کے بعد ہوگا۔ (کتاب الفتن نعیم بن حماد جلد 1 صفحہ 224 حدیث نمبر 623)

معزز قارئین! جب ۱۸۳۵ء کو دم دار ستارہ نمودار ہوا تو بڑی تعداد میں عیسائیوں اور بعض مسلمانوں نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ شاید یہ مسیح ثانی کا ہی وقت ہے اس دم دار سیارے کو Halleys Comet کہا جاتا ہے۔ 1882ء میں ذوالسنین ستارہ طلوع ہوا جسے دم دار ستارہ بھی کہتے ہیں۔سائنسی اصطلاح میں اسے Great Comet کہا جاتا ہے۔ Great Comet ہر ایسے دم دار ستارے کو کہتے ہیں جو غیر معمولی روشن ہو جائے اور ماہرین فلکیات کے حلقے سے نکل کر عوام الناس میں بھی پذیرائی حاصل کر لے۔ یہ سیارہ 1882ء میں نظر آنا شروع ہوا پہلے تو صرف طلوع آفتاب سے قبل نظر آتا تھا اور دن کی روشنی میں غائب ہو جاتا تھا مگر بعد میں اتنا نمایاں ہو گیا کہ سورج کی موجودگی میں بھی زمین سے بآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔ایک بار سورج کی روشنی میں بادلوں کے پیچھے سے دکھائی دے رہا تھا اس لئے اسے پچھلے ایک ہزار سال میں سب سے زیادہ روشن اور غیر معمولی ستارہ قرار دیا گیا۔ یہ سیارہ فروری 1883ء تک بغیر کسی آلہ کے نظر آتا رہا آخری مرتبہ سپین میں جون 1883ء میں دیکھا گیا۔۱۹۰۸ء میں بھی ایک دمدار سیارہ زمین پر گرا تھا۔

اب رمی شہب کے متعلق بات ہو جائے۔دم دار سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں جب یہ سورج کے قریب سے گزرتے ہیں تو گرمی سے ان کے ذرات خلا میں بکھر جاتے ہیں۔جب یہ زمین کے سامنے آتے ہیں تو زمین کے کرہ ہوائی سے ٹکرا کر شعلوں میں تبدیل ہو کر اہل زمین کو دکھائی دیتے ہیں۔ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کی ہے کہ شہب کا کثرت سے گرنا کسی نبی کے آنے پر دلالت کرتا ہے۔یا دین کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے.....

(مسیح موعود و مہدی کی آمد پر) رمی شہاب ثاقب ہوگی جیسا کہ آنحضور ﷺ کی پیدائش کے وقت ہوئی تھی۔ (زرقانی جلد اصفحہ ۱۲۲،۱۲۳)

۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو رمی شہب کا نظارہ ساری رات رہا۔اس طرح کا نظارہ دوبارہ نہ ہوا ہے گو رمی شہب ہوتی ہی رہتی ہے۔W. F. Denning (Bristol, England) کے مطابق ۲۷ کی شام کو جوں جوں اندھیر بڑھتا گیا شہابیے اس قدر گرنے لگے کہ انہیں شمار کرنا ناممکن ہو گیا تقریباً ۳۶۰۰ شہابیے ایک گھنٹے میں گر رہے تھے۔یہ نظارہ ساری دنیا نے دیکھا۔تب بھی یسوع اور مسیح و مہدی کی آمد کا اسے نشان سمجھا گیا تھا۔ یہ بات تو ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس طرح اجرام فلکی انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں اسی طرح روحانی پانی برسنے کی نوید بھی سناتے ہیں۔یہ بھی حقیقت ہے کہ مہدی و مسیح کی آمد پر پرجوش عیسائی و مسلمانوں کی اکثریت، زمینی اور آسمانی نشانات دیکھنے کے باوجود تکذیب کرنے والی ہے۔اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ دکھائے۔

ہومیو پیتھک نُسخہ جات
برائے جلد، خارش، اگزیما، چنبل

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

جلد، خارش، اگزیما، چنبل، زخم (4)

اگر جلد پرخطر ناک ناسور ہوں اور اگر یہ ناسور بڑھ کر کینسر کی شکل اختیار کر لیں اور کوئی دوا اثر نہ کرے تو ہائیڈراسٹس کے استعمال سے ایسے خطرناک اور بڑھنے والے ناسور قابو میں آجاتے ہیں۔

اگر ہڈی کے اُبھار پر خارش ہو تو ہورا برازیل مفید ہے۔

جسم میں چربی کی گلٹیاں ہوں۔ بریٹا کارب ۲۰۰ پہلے تین دن روزانہ ایک بار بعد میں ہفتہ وار اور ساتھ کلکیر یا فلور، کالی میور، میگنیشیا فاس، سلیشیا اور نیٹرم میور ملا کر دن میں دو تین بار۔ (کینسر کی گلٹیوں کے لیے فاسفورس اور کارسینوسن ملا کر ۳۰ طاقت میں روزانہ دو تین بار۔ کونیم بھی مفید ہے)

پاؤں کے نیچے گلٹیاں ہوں تو۔ بریٹا کارب اور آرنیکا ملا ۲۰۰ طاقت میں ہفتے میں دو تین بار دینا مفید ثابت ہوتا ہے۔

اگر جلد پر کوڑھ کے ابتدائی آثار ظاہر ہونے لگیں تو فوراً ہائیڈروکوٹائل دینا چاہیے۔ یہ دوا دوسری جلدی امراض میں بھی مفید ہے خاص طور پر ایسی خارش جو بغیر کسی جلدی اُبھار، دانوں یا زخم کے ہو کے لیے بھی مفید ہے۔ اس مرض میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جلد بہت موٹی ہوگئی ہے اور سکڑ گئی ہے اس کے علاوہ جلد پر تناؤ اور جلد کھچی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ (اس مرض میں ہورا برازیل اور میڈورائنیم بھی مفید ہیں) پیشانی پر بالوں کے ساتھ ساتھ اگزیما ایک لائن کی صورت میں اُبھر آتا ہو تو ہومیو پیتھک دوا ہائیڈراسٹس ۳۰ طاقت میں روزانہ تین بار چند دن دینا مفید ہے۔

اگر جلد میں کچا پن اور سرخی آجائے اور چپ چپی رطوبت نکلے۔ گریفائٹس۔ (سلیشیا میں بھی یہ رطوبت پائی جاتی ہے)

اگر اگزیما کانوں کے پیچھے، سر کے بعض حصوں میں، ہاتھوں اور کہنیوں کے جوڑوں پر ظاہر ہو اور اس میں سے چپکنے والا مادہ نکلے جو بعد میں سخت کھرنڈ سا بن جاتا ہو۔ گریفائٹس (میزیریم کے اجزاء جات بھی چپکنے والے ہوتے ہیں جو سر کے اوپر ایک خول سا بنا دیتے ہیں)

اگر چہرے کی جلد پر زخم بن جائیں جو اگزیمے کی قسم کے اور تیزی سے پھیلنے والے ہوں، زرد رنگ کے کھرنڈ بنیں، چھوٹے چھوٹے گچھوں کی صورت میں ظاہر ہوں اور بہت جلد پھیلتے ہوں تو ڈلکامارا مفید ہے۔ (آرسنک میں گنگرین پیدا کرنے کا رجحان ہوتا ہے لیکن ڈلکامارا میں زخم گنگرین میں تبدیل نہیں ہوتے۔ ڈلکامارا وہاں زخم پیدا کرتی ہے جہاں جلد کی تہہ ہڈی پر بہت پتلی ہو)

زخم ٹھیک نہ ہوتا ہو اور ساتھ درد بھی ہو۔ کالی ہائیڈرو آئیوڈائیڈ ۲۰۰ ہفتے میں دو بار اور ساتھ انٹی مونیم کروڈ ۳۰ روزانہ دو تین بار۔ یا آرسینک ۳۰ اور فاسفورس ۳۰ باری باری دن میں تین چار بار۔

اگر سر پر کھرنڈ بن جائیں جن سے رطوبت بہے۔ یہ علامت میزیریم میں بھی پائی جاتی ہے لیکن میزیریم میں اگزیما کے اوپر جھلی سی بن جاتی ہے جس میں پیپ اور شدید بدبو پائی جاتی ہے۔ ڈلکامارا میں یہ علامتیں اتنی شدید نہیں ہوتیں۔ (ڈلکامارا سے ملتے جلتے اگزیما کے لیے سیپیا، آرسنک، پٹرولیم، گریفائٹس، اینا گیلس، کروٹن، سلفر، کلکیر یا کے نمکیات اور رسٹاکس نمایاں ہیں) (کروٹن، اینا گیلس اور رسٹاکس کا اگزیما بدن کے نچلے حصے اور رانوں کے اردگرد ہوتا ہے اور اینا کارڈیم کا اگزیما سارے بدن سے تعلق رکھتا ہے)

چہرے پر شدید سردی کے ساتھ ڈنک دار درد کا احساس ہو اور داہنے آدھے چہرے پر خشکی اور گرمی کا احساس ہو تو ڈروسرا مفید ہے۔

بائیں طرف کی جلد بہت زود حس ہو جائے تو کارڈوس میریانس مفید ہے۔

اگر جلد بے حس ہو جائے، خارش کے ساتھ چھوٹے چھوٹے زخم بنیں، چہرے پر کیل مہاسے نکلیں اور جلد کی اندرونی جھلیاں رفتہ رفتہ بے حس ہو جائیں تو کاربونیم سلف مفید ہے۔

جلد زردی مائل، چھالے دار اُبھار پیدا ہوں اور جلد میں سونے کا احساس ہو تو کونیم ۳۰ یا ۲۰۰ مفید ثابت ہوتی ہے۔

جلد بہت حساس ہو، زردی نمایاں ہو، پھوڑے نکلنے کا رجحان ہو اور چہرے کا رنگ بے رنگ اور زردی مائل ہو۔ کروٹیلس۔ ہونٹ بے حس اور متورم ہوں تو ہومیو دوا کروٹیلس مفید ہوتی ہے۔۔

ہونٹوں کے زخموں اور ناسوروں میں کالی بائیکروم مفید ہے۔(ڈلکامارا دونوں ہونٹوں کے السر کے لیے اور سسٹس نچلے ہونٹ کے السر کے لیے مفید ہے)

سورائس (Psoriasis) اور کوڑھ کے لیے گائیکم مفید ہے۔(سلفر اور سورائینم اینٹی سورک دوائیں ہیں۔سلفر کا مزاج گرم اور سورائینم کا مریض ٹھنڈا ہوتا ہے۔اگر غوروخوض کے بعد چُنی گئی دوائیں کام نہ کریں تو سورک دوائیں مزاج کو نرم کر کے اثر قبول کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں۔ایسی دواؤں میں سلفر اور سورائینم کے علاوہ مرک سال، ٹیوبر کالینم، سفلینم اور گائیکم بھی اینٹی سورک دوائیں ہیں)ایک نسخہ سورائس کے لیے سلفر ۱۰۰۰ اور سورائنم ۱۰۰۰ باری باری ہفتہ وار۔

چہرے پر مکڑی کے جالے کا احساس ہو، دانے نکلیں جن میں خارش ہو، اور منہ اور ٹھوڑی کے گرد گیلا اگزیما ہو۔ گریفائٹس ۲۰۰ ہفتے میں دو تین بار۔

اگر **مسے پھٹ جائیں** اور ان سے خون بہنے لگے تو ہیپر سلف مفید ہے۔اور اگر ان میں لائینیں سی پڑ جائیں جو بدشکل اور گوبھی کے پھول کی طرح ہوں تو نائٹرک ایسڈ بہترین دوا ہے۔

پُرانے مسے جو ٹھیک نہ ہوں، جلد پر خارش ہو اور جسم پر دانے بن جاتے ہوں، جلد پر چھلکے اور کھرنڈ (یہ کھرنڈ کان کے پیچھے اور گلے کے ارد گرد ہوتے ہیں اگر مسوں میں اور ان میں سے گوند کی طرح چپکنے والا مادہ خارج ہو تو گریفائیٹس نہایت مفید ہے) بے نگلیں جو اکثر اگزیموں میں ملتے ہیں۔ ہیپر سلف ۲۰۰ ہفتے میں دو تین بار دینا مفید ثابت ہوتا ہے۔

موکوں کے لیے تھوجا ۲۰۰ ہفتے میں ایک بار، تھوجا مدر ٹنکچر روزانہ تین بار موکوں پر لگانا چاہیے اور ساتھ کاسٹیکم ۲۰۰ ہفتے میں دو تین بار دینا چاہیے۔اس نسخہ کے استعمال سے ہفتے دس دن میں عام طور پر موکے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔

جلد پر ظاہر ہونے والے ہر قسم کے زخموں کے لیے جن سے پیپ اور خون آئے متعفن ہوں، ان کے ارد گرد دانے بنیں اور نہ پکنے والے پھوڑے اور ان زخموں کے لیے جو مشکل سے مندمل ہوں ہیپر سلف مفید ہے۔(یہ زخم علیحدہ علیحدہ اور گچھوں کی صورت میں بھی ہوتے ہیں)

اگر مریض کی جلد پر پھلبھلی ورمیں اور نیلگوں داغ ہوں تو ہومیو دوا ہیلی بورس مفید ثابت ہوتی ہے۔ ہیلی بورس

ایسی پھنسیاں جو نہ پکیں مگر لمبا عرصہ تک تکلیف دیں۔سلیشیا (چہرے پر ایسے پھوڑے نکلتے ہیں) اگر فائدہ نہ دے تو فلورک ایسڈ مفید ہے۔(اگر سلیشیا کا استعمال غلط ہو جائے تو فلورک ایسڈ اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے) اگر انگلیوں کے درمیان پسینہ آنے کی وجہ سے اُنگلیاں گل جائیں یا گل رہی ہو تو فلورک ایسڈ ہومیو دوا مفید ثابت ہوتی ہے۔

اگر خون جاری ہونے پر خارش کو سکون ملے۔ سائکلیمین (کھجلانے سے سکون ملتا ہے) اگر چہرے اور سر کی جلد پر پھنسیاں نکلیں اور اعصاب کے کناروں پر نکلنے والے انتہائی خطرناک اور تکلیف دہ جو چھالے نکلتے ہیں جنہیں **شنگل shingle** کہتے ہیں کے لیے جلسیمم مفید ہے لیکن آرنیکا، لیڈم اور آرسنک ملا کر ۲۰۰ طاقت میں دینا زیادہ مفید ہے۔(نٹرم میور بھی ان میں سے ایک دوا نکال کر شامل کر سکتے ہیں)

شنگل کے لیے ایک مفید نسخہ۔ جلسیمم ۲۰۰ اور زنکم میٹیلیکم ۲۰۰ ملا کر ہفتے میں تین بار اور ساتھ فیرم فاس، کالی فاس، میگنیشیا فاس اور کالی میور ملا کر ۱۶ یکس طاقت میں روزانہ دو تین بار۔

اہم اعلان

پیشوا انٹرنیشنل میں ہومیو پیتھک و دیسی نسخہ جات شائع کرنے کا مقصد خدمت خلق اور قارئین کو علاج بالمثل کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ کسی بھی ہومیو پیتھک نسخہ یا دیسی ٹوٹکے کو استعمال کرنے سے پہلے کسی مستند ہومیو فزیشن یا حکیم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشورہ کے نسخہ استعمال کرنا نقصان کا باعث بھی ہو سکتا ہے جس کا ادارہ پیشوا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(چیف ایڈیٹر۔ رسالہ پیشوا انٹرنیشنل لندن)

شمائل نبوی ﷺ (ذکر الٰہی اور حمد و شکر میں رسول ﷺ کا اسوہ مبارک) قسط 11

(تحریر و تحقیق: چوہدری ناز احمد ناصر۔لندن)

گزشتہ شمارہ میں آنحضرت ﷺ کے شکر کے نئے گوشے کے عنوان سے سیرت کے پہلو اجاگر کیے گئے تھے۔ جہاں سے سلسلہ منقطع ہوا تھا وہیں سے ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی حمد و ستائش کے ادا کئے ہوئے یہ نغمے ایسے پسند آئے کہ اس نے فیصلہ فرمایا کہ قیامت کے روز جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کسی پناہ کی تلاش میں ہوگا تو رسول اللہ ﷺ کو ’’مقام محمود‘‘ یعنی حمد باری کے انتہائی مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

4۔ آپ ﷺ کی صفت ’’احمد‘‘ کی شان اس رنگ میں ظاہر ہوگی کہ آپ ﷺ پر حمد کے نئے مضامین کھولے جائیں گے اور خدا کے لئے تعریفی کلمات سکھائے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ سجدہ ریز ہو کر وہ حمد باری بجالائیں گے جس کے جواب میں آپ ﷺ کو یہ انعامات ملے کہ ’’اے محمد ﷺ! آج جو مانگیں گے آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ تب آپ ﷺ اپنی امت کی شفاعت کی دعا کریں گے اور یہ حمد الٰہی کی ایک عظیم الشان برکت ہے جو آپ ﷺ کو نصیب ہوگی‘‘۔

(بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرہ، باب قول اللہ و علم ادم الاسماء کلھا)۔

آنحضرت ﷺ حمد باری کے حریص: آپ ﷺ خدا تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی نعمت پر ہمیشہ حمد باری کا ورد فرماتے، نمونہ حاضر ہے۔

1۔ رسول اللہ ﷺ تو اپنے رب کی حمد کے حریص تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے ایسے اعلیٰ ذوق اور توفیق کے بعد پھر بھی اگر کسی کو حمد باری کرتے ہوئے سن لیتے تو اس رشک کرتے۔ (مسند احمد، جلد 2، ص 470، مطبوعہ بیروت، و مسلم کتاب الشعر)

2۔ مشرک شاعر، امیہ بن صلت کا حمد باری پر مشتمل ایک شعر جب آپ ﷺ نے سنا تو دل پھڑک اٹھا۔ فرمانے لگے: امیہ کو شعر تو ایمان لے آیا مگر خود اس کو ایمان کی توفیق نہ ملی، دل کافر ہی رہا۔ شعر یہ تھا:

لَکَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْفَضْلُ رَبَّنَا
فَلَا شَیْءٍ اَعْلٰی مِنْکَ حَمْداً وَ مَجْداً

یعنی اے ہمارے رب! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں، احسان اور فضل بھی تیرے ہیں، کوئی چیز حمد اور بزرگی سے تجھ سے بڑھ کر نہیں۔ (کنز العمال: 15241 و فتح الباری جلد 7)

3۔ لبید عرب کا مشہور شاعر تھا جس کا بلند پایہ کلام خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کو اس کے کلام سے جو شعر پسند آیا وہ اللہ کی عظمت کے بارہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’سب سے اچھی بات جو لبید نے کہی وہ اس کے شعر کا یہ مصرع ہے:

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلَ

کہ سنو! اللہ کے سوا ہر چیز بالآخر فنا ہونے والی ہے‘‘

(بخاری، کتاب المناقب، باب ایام الجاھلیہ: 3553)۔

آنحضرت ﷺ کے مقام حمد کی معراج: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد کے اعلیٰ ترین مقام پر تھے۔

پس سچی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر آج تک اللہ تعالیٰ کی کوئی حمد کرنے والا پیدا نہیں ہوا۔ اسی لئے تو الٰہی نوشتوں میں آپ کا نام ’’احمد‘‘ رکھا گیا ہے یعنی ’’سب سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا‘‘۔ اسی حمد باری کے صدقے آپ ’’محمد‘‘ (ﷺ) کہلائے اور آپ ﷺ کی دنیا بھر میں تعریف ہوئی۔ آپ ﷺ کی ایک دعائیہ حمد کا نمونہ اس جگہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے مولیٰ کے حضور کسی تضرع اور عاجزی سے شکر بجالاتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ ہر ذرہ وجود مجسم شکر بن چکا ہے، آپ ﷺ مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تیرا نور کامل ہے، تو نے ہی ہدایت عطا فرمائی، سب تعریف تیرے لئے ہے، تیرا حلم عظیم ہے، تو نے ہی بخشش عطا کی، پس کامل حمد تجھے ہی حاصل ہے۔ اے ہمارے رب! تیرا چہرہ سب چہروں سے زیادہ قابل عزت ہے اور تیری وجاہت تمام وجاہتوں سے بڑھ کر ہے تیری عطاء تمام عطاؤں سے افضل اور شیریں ہے، اے ہمارے رب! جب تیری اطاعت کی جاتی ہے، تو تو قدر دانی کرتا ہے اور تیری نافرمانی ہو تو بھی تیری بخشش میں فرق نہیں آتا، تو ہی ہے جو مجبور اور لاچار کی دعا سنتا ہے اور تکلیف کو دور کرتا ہے، بیمار کو صحت عطا فرماتا، گناہ بخشتا اور توبہ قبول کرتا ہے، کوئی نہیں جو تیری نعمتوں کا بدلہ اتار سکے اور تیری تعریف تک کسی مدحت گر کی زبان رسائی پا سکے‘‘۔ (تحفۃ الذاکرین لشوکانی، ص 290، دار الکتاب العربی)

جذبہ شکر اور قدر دانی: آپ ﷺ کا جذبہ شکر اور اس کی قدر دانی اس قدر تھی کہ اس کی کوئی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی، ملاحظہ فرمائیں:

1۔ دراصل شکر ایک جذبہ ہے جو احسان کے نتیجہ میں ایک قدر دان دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ انسان میں اس جذبہ کا ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: ”جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الشکر لمن احسن الیک: 1877) کیونکہ اسے شکر کی نیک عادت ہی نہیں یا یہ جذبہ سرد پڑ چکا ہے“۔

2۔ آنحضرت ﷺ نے شکریہ ادا کرنے کا طریق بھی اپنی امت کو سمجھایا۔ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس شخص سے کوئی نیکی کی جائے تو وہ نیکی کرنے والے سے یہ کہے جزاک اللہ خیرا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے تو اس شخص نے تعریف کا حق ادا کیا“ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الثناء بالمعروف: 1958)۔ چنانچہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: ”جو شخص تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کا بدلہ دو اور اس کی طاقت نہیں تو اس کے لئے دعا کیا کرو، اتنی دعا کہ تم جان لو کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے“۔

(ابو داؤد، کتاب الزکاۃ باب عطیة من سال باللہ: 1924)

انسانوں کا شکر: آپ ﷺ خدا کے شکر کے ساتھ انسانوں کا بھی ہمیشہ شکر ادا فرماتے، چند مثالیں حاضر ہیں:

1۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ تو بدی کا بدلہ بھی نیکی سے دینے کے عادی تھے اور جہاں تک نیکی کے بدلہ کا تعلق ہے آپ ﷺ قرآن کریم کی اس آیت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (سورہ زلزال: 8) یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اس کا بدلہ بھی پائے گا، بلکہ بعض دفعہ بظاہر معمولی نیکی کا غیر معمولی بدلہ عطا فرماتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے کم سن چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ نے وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے آکر پوچھا کہ یہ کس نے رکھا ہے اور پھر معلوم ہونے پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے یہ دعا کی کہ ”اے اللہ! ان کو قرآن اور حکمت سکھا۔ (بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی اللھم علمه الکتاب: 73) اور ان کو دین کی گہری سمجھ عطا کر“۔ اس دعا نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔ (بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی اللھم علمه الکتاب: 73)

2۔ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے خدمات کی سعادت پائی۔ بعض نے کھجور کے درخت پیش کر دیئے۔ اس کے بعد جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے اموال غنیمت آئے تو آپ ﷺ ان قربانی کرنے والے انصار کا خاص خیال رکھتے اور ان کے تحائف کا بدلہ بہترین رنگ میں انہیں واپس دینے کی کوشش فرماتے تھے۔ (بخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عندالخلاء: 140)۔

3۔ فتح مکہ کے بعد بھی رسول کریم ﷺ نے انصار کی تالیف قلبی اور احساسات و جذبات کا خاص خیال رکھا اور فرمایا: ”اب میرا جینا تمہارے ساتھ ہے“۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مدینہ کو ہی اپنا وطن ثانی قرار دیئے رکھا۔ انصار کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی۔ فرماتے تھے: ”انصار کی محبت ایمان کا حصہ ہے“

(بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر)

4۔ کعب بن زہیر مشہور عرب شاعر تھا جو رسول کریم ﷺ کے خلاف گندے اشعار کہنے کی وجہ سے لائق گرفت تھا۔ جب وہ معافی کا خواستگار ہو کر حاظر خدمت ہوا تو حضور ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس میں مہاجرین کی تعریف کی اور انصار کا ذکر نہیں کیا۔ رسول کریم ﷺ کو انصار کی اتنی دلداری مقصود ہوتی تھی، فرمانے لگے کہ ”تم نے انصار کی شان میں کچھ نہیں کہا، یہ بھی مدح کے مستحق ہیں۔ اس پر اس نے یہ شعر کہا:

من سرہ کرم الحیاۃ فلا یزل
فی مقنبٍ من صالحی الانصار

یعنی جس شخص کو باعزت زندگی پسند ہے وہ ہمیشہ نیک انصار کے شہسواروں کے دستہ میں شامل رہے گا“۔ (المسیرۃ الحلبیة، جلد 3 ص 215، مطبوعہ بیروت)

الغرض نبی کریم ﷺ کے ساتھ جس کسی نے زندگی میں کبھی کوئی نیکی کی آپ ﷺ نے کبھی فراموش نہیں کیا۔

5۔ نبی کریم ﷺ حضرت خدیجہ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ اس بارہ میں از راہ غیرت کچھ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو خدیجہؓ نے مجھے قبول کیا۔ جب لوگوں نے انکار کیا تو وہ ایمان لائیں، جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم کیا تو انہوں نے مال سے میری مدد کی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا فرمائی“

(مسند احمد بن حنبل، جلد 6، ص 17، مطبوعہ بیروت)۔

6۔ نبی کریم ﷺ جب اہل مکہ کے رویہ سے مایوس ہو کر تبلیغ اسلام کے لئے

طائف تشریف لے گئے تو واپسی پر مکہ میں داخلہ سے قبل حسب دستور کسی سردار کی امان لینی ضروری تھی۔ آپؐ نے مختلف سرداروں کو پیغام بھجوائے مگر کسی نے بھی حامی نہ بھری سوائے مطعم بن عدی کے جس نے اپنے بیٹوں کو بھجوایا کہ آپ کو اپنی حفاظت میں شہر میں لے آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے مطعم کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھا۔ وہ بدر سے پہلے وفات پا چکے تھے مگر نبی کریم ﷺ نے بدر کی فتح کے بعد جب ستر کفار مکہ کو قیدی بنایا تو فرمایا: ''اگر آج ان کا سردار مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھے ان قیدیوں کی رہائی کی سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا''

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ بدر)

7۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب نے زندگی بھر آپ ﷺ سے وفا کی، ہمیشہ آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ ﷺ کی شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ وہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ مجھے صحت دے اور پھر آپ ﷺ کی دعا سے وہ صحتیاب ہوئے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ابوطالب آپ ﷺ کو دل سے سچا مانتے تھے مگر کھل کر اس کا اظہار نہ کرتے تھے۔ آخری بیماری میں بھی حضور ﷺ انہیں اعلانیہ اظہار اسلام کی تحریک کرتے رہے مگر وہ ایسا نہ کر سکے، اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے آخر دم تک ان سے حسن سلوک کیا۔

8۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب اپنے والد ابو طالب کی وفات کی اطلاع دی تو آپ ﷺ رو پڑے اور فرمایا: ''جاؤ، ان کو غسل دو اور کفن کا انتظام کرو۔ نیز آپ ﷺ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے''

(الطبقات الکبری لابن سعد، جلد 1، ص 27، مطبوعہ بیروت)۔

جب ابوطالب کا جنازہ اٹھا تو آپ ﷺ اپنے محسن کے سفر آخرت کو دیکھ کر بے اختیار ان کی صلہ رحمی اور احسان یاد آئے تو یہ دعا کی کہ ''صلہ رحمی کا بدلہ آپ کو عطا ہوا اور اے چچا! اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا کرے۔ آمین''

(البدایہ و النہایہ، جلد 3 ص 125، مطبوعہ بیروت)

مضمون کا بقایا حصہ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

میرے اللہ! میرے پیارے! (کلام: طاہرہ زرتشت ناز صاحبہ)

میرے دل میں یہ تواتر سے خیال آتا ہے — اور رہ، رہ کہ مرے دل کو یہ تڑپاتا ہے
رشتہ جن کا نہیں تجھ سے کوئی ہوتا — کس طرح جیتے ہیں اور وقت بسر ہوتا ہے
بن ترے کیسے؟ زمانے کے ستم سہتے ہیں — فکر فاقے ہیں بہت کس سے وہ سب کہتے ہیں
جان گھائل ہو لہو رستا ہو جب زخموں سے — کون آتا ہے بھلا اُن کو لگانے سینے
چاک دامانوں کا، جب چاک گریباں ہو گا — دیکھ کر اُن کو رفو گر بھی پریشاں ہو گا
روح گھائل ہو تو ہم تجھ کو صدا دیتے ہیں — تیرے دروازے کی زنجیر ہلا دیتے ہیں
گود میں رکھتے ہیں سر، اشک بہا لیتے ہیں — تُو جو ناراض بھی ہو تجھ کو منا لیتے ہیں
جب بھی روئیں تو وہ سینے سے لگا لیتا ہے — لوریاں دے کے تسلی کی سلا دیتا ہے
میرے پیارے! مرا دل ان کے لئے روتا ہے — اشک بن کر مری آنکھوں سے بہے جاتا ہے
باہیں پھیلا کے گلے ان کو لگا لے پیارے — اپنی آغوش میں انساں کو چھپا لے پیارے
اپنی اُلفت کا مزہ ان کو چکھا دے پیارے — اسی نشے کا اُنہیں عادی بنا دے پیارے
آگ میں جلتا کوئی گھر نہیں دیکھا جاتا — بے بسی کا کوئی منظر نہیں دیکھا جاتا

آوارگانِ دشتِ خار (قسط 24)

جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماءِ سُوء جو اُمّت مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتووں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ اب یہ کارِ گناہ اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ٹی وی چینلز پر بھی ہو رہا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا ان نام نہاد مولویوں کا جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تا کہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بددیانتی اور ناانصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد قطعاً کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، صرف اور صرف اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے۔

سُنی، شیعہ اتفاق

جناب چوہدری محمد علی ردولوی لکھتے ہیں:۔

"مسلمان یہ نہ خیال فرمائیں کہ سُنی شیعہ میں ہر جگہ اختلاف ہی اختلاف ہے ۔ میں نے ایک بات میں پوری طرح اتفاق بھی دیکھا ہے۔ مسلمان فخر کرتا ہے اور بجا فخر کرتا ہے کہ اسلام نے صفائی کے اصول سکھائے اور ہر جگہ اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ مسواک کے لیے بھی سنت ہے کہ نماز کے پہلے کی جائے۔ میں نے حرم مدینہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جیسے ہی اذان شروع ہوئی اکثر شرع کے پابند حضرات نے جیب سے یا عمامے کے بیچ سے چھوٹی چھوٹی مسواکیں نکالیں اور سنت کی پیروی شروع کی۔ چونکہ حرم میں قالین کا فرش ہے اس لیے تھوک تو سکتے نہیں لہٰذا ملغوبہ کیا ہوا؟ میں نے اپنی آنکھوں سے سُنی اور شیعہ علماء کو یہ کرتے دیکھا ہے۔ یہ ہے صفائی اور یہ ہے سنتِ رسولؐ کی پیروی۔"

(میرا مذہب از چوہدری محمد علی ردولوی۔ صفحہ ۸)

مفتی کفایت اللہ کے خلاف مقدمہ

وفاقی حکومت کی وزارت داخلہ کو مفتی کفایت اللہ کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی ہدایت دے، شبلی فراز نے میڈیا کو بتایا ہے کہ اس نے جو باتیں کیں وہ انتہائی شرمناک ہیں، ان کی گفتگو سے دشمن خوش ہو رہا ہے، بھارت جو کام کر رہا ہے کفایت اللہ اس کے دانستہ غیر دانستہ آلہٗ کار بن گئے ہیں۔ لاہور سے اُن کا علاج کیا جائے گا۔ جو شخص بھی عظیم افواج کے خلاف بدزبانی کرے گا اس کے خلاف آئین و قانون کے مطابق ایکشن ہوگا۔

مندر کو آگ لگا کر مسمار کر دیا!!

۳۰ دسمبر ۲۰۲۰ء کی صبح صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع کرک میں ہزاروں جنونیوں نے نام نہاد مولویوں کی قیادت میں نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے مندر نذرِ آتش کر کے مسمار کر دیا۔ ہندو مذہبی اسکالر اور وزیرِ اعظم عمران کی ٹاسک فورس برائے مذہبی سیاحت کے رکن ہارون سربدیال نے میڈیا کو بتایا کہ عمران خان مذہبی سیاحت کی بات عالمی پلیٹ فارموں پر کرتے ہیں لیکن ان کے اپنے ملک میں مذہبی مقامات محفوظ نہیں ہیں۔

جنّت کی تلاش!!

(تحریر: جیلانی بانو)

"السلام علیکم مولوی صاحب۔۔۔"

سب بچے مولوی صاحب کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔

"مولوی صاحب آج میں نے اللہ میاں کو خط لکھا ہے کہ وہ ہمارے ابا کو بہت سے روپے بھیج دیں،" منی نے خوش ہو کر مولوی صاحب کو کہا۔

"اللہ میاں کو خط نہیں لکھتے ہیں بیٹی،" مولوی صاحب نے منی کو سمجھایا۔

"کیوں۔؟ کیا اللہ میاں کو بھی اردو پڑھنا نہیں آتی ہے؟" منی نے تعجب سے پوچھا

سڑکوں پر بھیک مانگنے والے۔ مزدوری کرنے والے جھونپڑیوں میں رہنے والے بے سہارا بچوں کو مولوی صاحب مسجد کی آنگن میں بیٹھا کر مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔

اللہ میاں سے دعا مانگو اللہ میاں تمہاری دعا سن لیں گے۔

"بابا۔۔۔اندھا۔۔۔ہوں۔ایک روپیہ دے دو۔اللہ آپ کو ہزار روپے دے گا،"

مسجد کے دروازے پر کھڑا ایک بوڑھا فقیر چلا رہا تھا۔

"مولوی صاحب۔۔۔کیا اللہ میاں اس بھکاری کی دعا سن لیتے ہیں،" ایک بچے نے مولوی صاحب سے پوچھا۔

"تو وہ بھکاری اپنے لیے اللہ میاں سے ہزار روپے کیوں نہیں مانگتا؟ بچوں کے ان سوالوں سے مولوی صاحب گھبرا گئے۔ انہوں نے، سب کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔

"بکواس بند کرو۔۔۔کل میں نے تم سے کیا کہا تھا۔۔۔؟"

"نماز پڑھا کرو۔۔۔جھوٹ مت بولو۔۔چوری مت کرو۔"

"وہ مولوی صاحب۔۔۔منی جھوٹ بولتی ہے۔۔۔" ایک لڑکے نے منی کو سامنے دھکیل دیا۔

"اور اس نے کل دوکان پر مٹھائی چرا کے کھائی تھی۔"

"تو اللہ میاں مجھے اس وقت دیکھ رہے تھے۔۔۔؟" منی نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں۔اللہ میاں ہر ایک کو دیکھتے ہیں۔ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے،" مولوی صاحب نے منی کو سمجھایا۔

"اچھا۔۔؟" منی کے پاس بیٹھے ہوئے شاکر نے تعجب سے مولوی صاحب کو دیکھا۔

"اللہ میاں اتنے بہت سے کام کیسے کرتے ہیں۔۔۔؟"

"اسکول سے آنے کے بعد تو مجھ سے ہوم ورک بھی نہیں ہوتا۔ٹیچر سے کہہ دیتا ہوں کہ مجھے بخار آ گیا تھا،" شاکر پاس بیٹھے دوستوں سے کہنے لگا۔

سب بچے ہنسنے لگے۔مگر مولوی صاحب نے سب کو ڈانٹ دیا۔

"خاموش۔۔۔بدتمیز۔۔۔"

"اگر تم جھوٹ بولو گے۔چوری کرو گے تو اللہ میاں تمہیں دوزخ میں ڈال دیں گے،" مولوی صاحب نے ڈراونی صورت بنا کر بچوں کی طرف دیکھا۔

سب بچے بھی ڈر گئے۔منی اور شاکر بھی گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

"دوزخ میں کیا ہوتا ہے۔۔۔" ایک اور بچی نے منھ کھول کر پوچھا۔

"دوزخ بہت بری جگہ ہے،" مولوی صاحب نے ڈراونی صورت بنا کر۔۔۔ اس طرح کہنا شروع کیا کہ بچے ڈر جائیں۔

"جو لوگ برے کام کرتے ہیں۔چوری کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، اللہ میاں انہیں دوزح میں ڈال دیتے ہیں۔"

دوزخ کہاں ہے مولوی صاحب۔ایک بچے نے گھبرا کے پوچھا۔

"دوزخ اوپر آسمان پر ہے۔وہاں اندھیرا ہوگا۔بھوک لگے گی مگر کھانا نہیں ملے گا۔پینے کو پانی نہیں ہوگا۔سانپ بچھو کاٹنے کو آئیں گے۔۔۔بچھانے کو بستر ملے گا نہ اوڑھنے کو چادر ملے گی۔"

مولوی صاحب ڈراونی شکل بنا کر بچوں کو دوزخ کا حال سنا کر ڈرا رہے تھے۔سب بچے ڈر کے بارے میں ایک دوسرے کے قریب آ کر مولوی صاحب کی باتیں سن رہے تھے۔پھر بچے اوپر آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔

"میں تو دوزخ میں کبھی نہیں جاؤں گا،" ایک چھوٹی سی لڑکی منی کے پیچھے چھپ گئی۔

مگر منی نے اس کا ہاتھ تھام کر سمجھایا، "ارے رضیہ؟ تو کیوں ڈر رہی ہے؟ مولوی صاحب کو نہیں معلوم ہے۔دوزخ آسمان پر نہیں ہے۔" منی نے رضیہ کو تھام لیا۔

"اچھا۔۔۔؟ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔؟" مولوی صاحب کو غصہ آ گیا۔

"تو پھر دوزخ کہاں ہے۔۔۔؟ تجھے معلوم ہے۔۔۔؟"

"ہاں مجھے معلوم ہے۔۔۔؟" منی نے مولوی صاحب کی اٹھی ہوئی چھڑی سے بچتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے ساتھ چلو۔۔۔میں آپ کو دوزخ میں لے جاؤں گی۔"

"کیا بک رہی ہے تو۔؟" مولوی صاحب کو غصہ آ گیا۔تو انہوں نے باقاعدہ

چھڑی اٹھالی۔

''اتنی سی چھوکری۔۔۔میرا مذاق اڑا رہی ہے۔۔۔؟ تو مجھے دوزخ میں لے جائے گی۔۔۔؟''

مولوی صاحب کے ہاتھ میں ڈنڈا دیکھ کر منی ڈر کے مارے اپنی سہیلی کے پیچھے چھپ گئی اور پھر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر روتے ہوئے بولی، ''میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں مولوی صاحب۔ جنگم بستی میں ہماری جھونپڑی دوزخ میں ہے۔ رات کو جب ہمارا بابا سیندھی پی کر آتا ہے، اماں کو مارتا ہے تو اماں روتے روتے بولتی ہے، یہ گھر تو دوزخ ہے۔''

''اچھا۔۔۔تو تیری اماں بولتی ہے کہ تیرا گھر دوزخ میں ہے۔۔۔؟''

''ہو مولوی صاحب۔ ہمارا گھر بھی دوزخ میں ہے۔۔۔آپ بولیے نا دوزخ میں اندھیرا ہوگا۔ کھانا پانی نہیں ملے گا۔۔۔؟ ہمارے گھر میں بھی لائٹ نہیں ہے۔ چراغ میں تیل نہیں ہوتا تو اندھیرا ہو جاتا ہے۔''

''اور ہمارے گھر میں پانی بھی دور سے لانا پڑتا ہے۔ رات کو پانی ختم ہو جاتا ہے،'' ایک اور بچے نے کہا۔

''رات کو بھی ہمارے ابا چاول نہیں لاتے تھے تو اماں خالی ہانڈی میں پتھر ڈال رک جھوٹ بولتی ہے کہ کھانا پک رہا ہے،'' ایک بچہ رونے لگا۔

بچوں کی باتیں مولوی صاحب غور سے سننے لگے۔

''اسی لیے ہماری دادی گاؤں سے نہیں آتی۔ بولتی ہے تمہارے گھر میں اوڑھنے کو آسمان بچھانے کو زمین ہے،'' سب بچے ہنسنے لگے۔

''اور بارش ہوتی تو ہماری جھونپڑی میں پانی آجاتا ہے۔''

''رات سانپ بھی نکلا تھا۔''

بچوں کی باتیں سن کر مولوی صاحب کا سر جھک گیا۔

اب کون سا عذاب ہے جس سے ان بچوں کو ڈراؤں میں۔۔۔؟

اچانک مسجد کے باہر شور ہونے لگا۔۔۔لوگوں کے رونے چلانے کی آوازیں۔۔۔

فائرنگ کا شور۔۔۔چاروں طرف لوگ بھاگ رہے تھے۔ بے ہنگم ٹریفک نے راستے بند کر دیے تھے۔

کسی شاندار ہوٹل میں بم پھٹا تھا۔

اس کے پیچھے مزدوروں کی بستی میں آگ لگی تھی۔

ہر طرف آگ کے شعلے نظر آرہے تھے۔

بچے ڈر کے مارے رونے لگے۔ مولوی صاحب بھی ان بچوں سے پیچھا چھڑا کے کہیں بھاگ جانا چاہتے تھے۔ مگر پولس نے سارے راستے بند کر دیے تھے۔

سب بچے ڈر کے مارے مولوی صاحب سے لپٹ گئے تھے۔

''مولوی صاحب ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔''

''اب ہم گھر کیسے جائیں گے۔''

''مولوی صاحب۔۔۔کیا آج دوزخ سڑکوں پر آ گئی ہے۔۔۔''

''مولوی صاحب۔ آپ ہمیں پھر دوزخ کی طرف کیوں لے جا رہے ہیں جنت کی طرف چلیے نا۔۔۔''

بچوں کے سوالوں سے گھبرا کے مولوی صاحب ان بچوں کو اپنے ہاتھوں میں چھپاتے ایک کونے میں کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے۔

یا اللہ تو نے ان بچوں کے لیے دوزخ تو زمین پر اتار دی ہے۔ جنت میں لے جانے کا وعدہ حشر کے دن پر کیوں ٹال دیا ہے۔۔۔؟ مجھے وہ راستہ بتادے کہ میں ان بچوں کو جنت میں لے جاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''مفتی سے جھگڑا نہ عدم کر''

دل کو دل سے کام رہے گا
دونوں طرف آرام رہے گا
صبح کا تارا پوچھ رہا ہے
کب تک دور جام رہے گا
بدنامی سے کیوں ڈرتے ہو
باقی کس کا نام رہے گا
زلف پریشاں ہی اچھی ہے
عالم زیر دام رہے گا
مفتی سے جھگڑا نہ عدم کر
اس سے اکثر کام رہے گا

''دُعا ہی سے فقط کٹتی نہیں زنجیر مولانا''

حبیب جالبؔ

بہت میں نے سنی ہے آپ کی تقریر مولانا
مگر بدلی نہیں اب تک مری تقدیر مولانا
خدارا شکر کی تلقین اپنے پاس ہی رکھیں
یہ لگتی ہے مرے سینے پہ بن کر تیر مولانا
نہیں میں بول سکتا جھوٹ اس درجہ ڈھٹائی سے
یہی ہے جرم میرا اور یہی تقصیر مولانا
حقیقت کیا ہے یہ تو آپ جانیں یا خدا جانے
سنا ہے جمی کارٹر آپ کا ہے پیر مولانا
زمینیں ہوں وڈیروں کی مشینیں ہوں لٹیروں کی
خدا نے لکھ کے دی ہے یہ تمہیں تحریر مولانا
کروڑوں کیوں نہیں مل کر فلسطیں کے لیے لڑتے
دعا ہی سے فقط کٹتی نہیں زنجیر مولانا

مولانا محمد خان شیرانی، بمقابلہ مولانا فضل الرحمان

جمعیت علماء اسلام (جے یو آئی-ف) سے نکالے گئے پارٹی رہنما مولانا محمد خان شیرانی نے جے یو آئی (پاکستان) سے جے یو آئی (ف) کو علیحدہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اسلام آباد میں جے یو آئی کے ناراض رہنماؤں نے پریس کانفرنس کی اور گزشتہ چند روز سے جاری چہ مگوئیوں پر کھل کر بات کی۔

مولانا محمد خان شیرانی کا کہنا تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن نے جمعیت علماء اسلام کے نام سے اپنا گروپ تشکیل دیا ہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ ہم کبھی جے یو آئی ف یا فضل الرحمٰن گروپ کا حصہ نہیں رہے، ہم ہمیشہ جمعیت علماء اسلام کے دستور کے مطابق رکن رہے اور رہیں گے۔

ان کا کہنا تھا کہ ہمارا کوئی بھی رکن قرآن وسنت کے منافی کوئی اقدام نہیں کرے گا، اب جو کچھ ہو رہا ہے وہ صداقت اور دیانت سے خالی ہے۔

مولانا محمد خان شیرانی نے جے یو آئی پاکستان کو جے یو آئی ف سے الگ کرنے کا اعلان کیا۔

انھوں نے کہا کہ ہمیں اکابرین سے سیاست وراثت میں ملی ہے، یہ تمام اراکین اب اس جماعت کے رکن نہیں رہے، ساتھی اپنا فیصلہ خود کریں کہ انھیں اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے یا پھر اپنی خواہش کی پیروی کرنی ہے۔

مولانا شیرانی کا کہنا تھا کہ جماعت کے نظم کے لیے کسی ساتھی پر دباؤ نہیں ڈالا جائے گا، جھوٹے اور خائن پر اللہ کی لعنت ہے۔ انھوں نے ایک مرتبہ پھر دہرایا کہ انھیں واثت میں جمعیت علماء اسلام پاکستان ملی ہے۔

آئندہ کے لائحہ عمل سے متعلق مولانا محمد خان شیرانی کا کہنا تھا کہ آئندہ کے لائحہ عمل میں 3 نکات ہوں گے، اس حوالے سے ہمارے کردار پر 7 نکات ہوں گے۔ مولانا شیرانی نے کہا کہ تمام ساتھیوں کو ترغیب دلائیں کہ وہ جماعت کیساتھ رابطے نہ توڑیں اور ضد نہ کریں، ہمارے بارے میں لوگ جو بھی کہیں ان کو ہم برداشت کر کے سنتے رہیں۔

انھوں نے کہا کہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ایسے جھوٹے لوگوں کو تنہا کر دیا جائے، فضل الرحمان گروپ کیساتھ پروگرام پر ہماری شرطیں ہیں، ہمیں اگر کسی پروگرام میں دعوت دیں گے تو ہم ضرور شریک ہوں گے۔

مولانا شیرانی کا کہنا تھا کہ ہم اگر کسی پروگرام میں گئے تو ہمیں نہ پوچھا جائے کہ آخر تم ادھر کیوں آئے ہو۔

انھوں نے کہا کہ منفی رویوں کو مثبت رویوں سے تبدیل کرنا ہوگا، ایک قرارداد پاس کی جائے کہ جمعیت علماء اسلام فضل الرحمٰن کے نوٹیفکیشن کو منسوخ کیا جائے۔ مولانا شیرانی نے مطالبہ کیا کہ نیا نوٹیفکیشن جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نام سے جاری کیا جائے اور الیکشن کمیشن میں جمع کروایا جائے۔

(روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۲۰۲۰ء)

مولانا فضل الرحمان اس سے پہلے یہ کہہ کر کہ بڑی مدت سے وہ شیرانی کو برداشت کر رہے ہیں، مولانا شیرانی کو جمعیت علماء اسلام (ف) سے نکال چکے ہیں۔ اب شیرانی کہہ رہے ہیں جمعیت علماء اسلام (ف) والے اللہ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں بلکہ خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ جھوٹے لوگوں کو تنہا کیا جائے۔ جھوٹے اور خائن پر اللہ کی لعنت ہے۔

”حضرت داؤد علیہ السلام کا خدا کی مدح سرائی کرنا“

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کے سب دشمنوں اور ساؤل کے ہاتھ سے رہائی دی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور درج ذیل گیت گایا:۔

”خداوند میری چٹان اور میرا قلعہ اور میرا چھڑانے والا ہے۔خدا میری چٹان ہے۔مَیں اسی پر بھروسہ رکھوں گا۔وہی میری سپر اور میری نجات کا سینگ ہے ،میرا اونچا بُرج اَور میری پناہ ہے۔میرے نجات دینے والے تُو ہی مجھے ظلم سے بچاتا ہے۔مَیں خُداوندکو جوستائش کے لائق ہے پکاروں گا یوں مَیں اپنے دشمنوں سے بچایا جاؤں گا

کیونکہ موت کی موجوں نے مجھے گھیرا،بے دینی کے سیلابوں نے ڈرایا،پاتال کی رسیاں میرے چوگرد تھیں،موت کے پھندے مجھ پر آ پڑے تھے۔اپنی مصیبت میں،مَیں نے خُداوند کو پکارا۔مَیں اپنے خُدا کے حضور چلاّیا۔اس نے ہیکل میں میری آواز سُنی اور میری فریاداس کے کان میں پہنچی۔تب زمین ہل گئی اور کانپ اُٹھی اور آسمان کی بنیادوں نے جنبش کھائی اور ہل گئیں۔اس لیے کہ وہ غضب ناک ہوا۔۔۔خُداوند آسمان سے گرجا اور حق تعالیٰ نے اپنی آواز سنائی ۔۔اس نے اوپر سے ہاتھ بڑھا کر مجھے تھام لیا۔اَور مجھے بہت پانی سے کھینچ کر باہر نکالا۔اس نے میرے زورآور دشمن اور میرے عداوت رکھنے والوں سے مجھے چھڑا لیا کیونکہ وہ میرے لیئےنہایت زبردست تھے۔وہ میری مصیبت کے دن مجھ پر آ پڑے پر خُداوند میرا سہارا تھا۔وہ مجھ کو کشادہ جگہ میں نکال بھی لایا۔اس نے مجھے چھڑایا اس لیے کہ وہ مجھ سے خوش تھا۔خداوند نے میری راستی کے موافق مجھے جزا دی اور میرے ہاتھوں کی پاکیزگی کے مطابق مجھے بدلہ دیا۔کیونکہ مَیں خُداوند کی راہوں پر چلتا رہا اور شرارت سے اپنے خُدا سے الگ نہ ہوا۔کیونکہ اس کے سارے فیصلے میرے سامنے تھے۔اورمیں اس کے آئین سے برگشتہ نہ ہوا۔مَیں اس کے حضور کامل بھی رہا اور اپنی بدکاری سے باز رہا۔اسی لیے خُداوند نے مجھے میری راستی کے موافق بلکہ میری اس پاکیزگی کے مطابق جو اس کی نظر کے سامنے تھی بدلہ دیا۔رحم دل آدمی کے ساتھ تُو رحیم ہوگا اور کامل آدمی کے ساتھ کامل۔ نیکوکار کے ساتھ نیک ہوگا اَور کج رو کے ساتھ ٹیڑھا۔مصیبت زدہ لوگوں کو تُو بچائے گا۔پر تیری آنکھیں مغروری پر لگی ہیں تا کہ تُو انہیں نیچا کرے۔کیونکہ اے خُداوند!تُو میرا چراغ ہے اور خُداوند میرے اندھیرے کو اجالا کرے گا۔کیونکہ تیری بدولت مَیں فوج پر دھاوا کرتا ہوں اور اپنے خُدا کی بدولت دیوار پھاند جاتا ہوں۔لیکن خُدا کی راہ کامل ہے۔خُداوند کا کلام تایا ہوا ہے ۔وہ اُن سب کی سپر ہے جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔کیونکہ خُداوند کے سوا اور کون خُدا ہے؟اور ہمارے خُدا کو چھوڑ کر اور کون چٹان ہے؟خُدا میرا مظبوط قلعہ ہے۔وہ اپنی راہ میں کامل شخص کی رہنمائی کرتا ہے۔وہ اس کے پاؤں ہرنیوں کے سے بنا دیتا ہے۔وہ مجھے میری اونچی جگہوں میں قائم کرتا ہے۔وہ میرے ہاتھوں کو جنگ کرنا سکھاتا ہے۔یہاں تک کہ میرے بازو پیتل کی کمان کو جھکا دیتے ہیں۔تُو نے مجھ کو اپنی نجات کی سپر بھی بخشی اور تیری نرمی نے مجھے بزرگ بنایا ہے۔تُو نے میرے نیچے میرے قدم کشادہ کر دیے اور میرے پاؤں نہیں پھسلے۔مَیں نے اپنے دشمنوں کا پیچھا کر کے ان کو ہلاک کیا اور جب تک وہ فنا نہ ہوگئے مَیں واپس نہیں آیا۔۔۔تُو نے مجھے میری قوم کے جھگڑوں سے بھی چھڑایا۔تُو نے مجھے قوموں کا سردار ہونے کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔جس قوم سے مَیں واقف بھی نہیں،وہ میری مطیع ہوگی۔۔۔

اس لیے اے خُداوند!مَیں قوموں کے درمیان تیری شکرگزاری اور تیرے نام کی مدح سرائی کروں گا۔وہ اپنے بادشاہ کو بڑی نجات عنایت کرتا ہے۔اَور اپنے ممسوح داؤد اور اس کی نسل پر ہمیشہ شفقت کرتا ہے۔“

(سموئیل باب ۲۲ آیات ۲ تا ۵۱)

جب کوئی لوگوں پر صداقت سے حکومت کرتا ہے،جب وہ خدا کے خوف کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو وہ صبح کی روشنی کی مانند ہوگا جب سورج نکلتا ہے،ایسی صبح جس میں بادل نہ ہوں،بارش کے بعد کی اس چمک کی مانند جس سے زمین پر گھاس پیدا ہوتی ہے۔ (سموئیل باب ۲۳ آیات ۲)

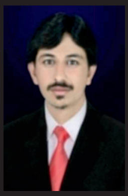

راگ کی رانی۔۔۔عابدہ پروین

محمد نعیم یاد۔ جوہر آباد (پاکستان)

رانجھا رانجھا کردی ہن میں آپے رانجھا ہوئی میں۔۔۔

بھارت کے مشہور شاعر و ادیب گلزار صاحب لکھتے ہیں :۔

صوفیوں کا کلام گاتے گاتے، عابدہ پروین خود صوفی ہو گئیں۔اُن کی آواز اب عبادت کی آواز لگتی ہے۔مولا کو پکارتی ہیں تو لگتا ہے،ہاں۔۔۔اُن کی آواز ضرور اُن تک پہنچتی ہوگی، وہ سنتا ہوگا۔۔۔صدق،صداقت کی آواز۔۔۔۔

صوفیانہ کلام اور لوک گائیکی میں عابدہ پروین کا نام ان بڑے فنکاروں میں شامل ہے جنہوں نے پنجاب کی دھرتی سے پھوٹتی محبتوں کو اپنی میٹھی سریلی آواز کے ذریعے ہر دل تک پہنچایا۔ایک تو دلوں میں اُتر جانے والا صوفیانہ کلام ،اوپر سے عابدہ پروین کی روح کے تار چھیڑ دینے والی میٹھی سریلی آواز،درویش صفت گلوکارہ کچھ اس طرح ڈوب کر کافیاں اور غزلیں گاتی ہیں کہ سننے والوں پر سحر طاری ہو جاتا ہے۔سندھ کی سوہنی مٹی کی محبت میں گندھی اور سچے سروں میں ڈھلی آواز کی مالک، عابدہ پروین کا نام پاکستان میں ہی نہیں بھارت میں بھی کسی نے نہ سنا ہو۔،ایسا ہو نہیں سکتا۔

سُروں کی ملکہ اور صوفیانہ کلام کی مایہ ناز گلوکارہ عابدہ پروین 20 فروری 1954ء کو لاڑکانہ میں پیدا ہوئیں۔ عابدہ پروین کے والد استاد غلام حیدر معروف موسیقار تھے جو ان کے موسیقی کے استاد بھی تھے۔عابدہ پروین کے والد غلام حیدر کو موسیقی سے گہرا لگاؤ تھا۔ یہ لگاؤ آہستہ آہستہ عشق میں تبدیل ہو رہا تھا۔گھر میں راگ رنگ کی محافل نے عابدہ پروین کو سُر کے قریب کر دیا تھا۔والد محترم نے جب دیکھا کہ ان کی بیٹی موسیقی میں دلچسپی لے رہی ہے تو انہوں نے استاد سلامت علی خاں کی شاگردی میں دے دیا۔ 1972ء میں عابدہ پروین نے پہلی مرتبہ ریڈیو پاکستان حیدر آباد کے ایک پروگرام میں شوقیہ گلوکارہ کے طور پر شرکت کی۔آپ نے ممتاز صوفی شعراء بابا بلھے شاہ ،امیر خسرو،شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست، بھگت کبیر اور دیگر شعراء کے کلام گا کر بہت جلد اپنا ایک منفرد مقام بنالیا۔

عابدہ پروین

ریڈیو پاکستان حیدر آباد کے سینئر اور موسیقی کے ماہر پروڈیوسر غلام حسین ، عابدہ پروین کے خاوند ہیں۔کہا جاتا ہے جب عابدہ پروین نے پہلی دفعہ ریڈیو کے ایک پروگرام میں شرکت کی تو پروگرام کے نوجوان پروڈیوسر غلام حسین نے جب آپ کی آواز سنی تو اس نے آپ کو دیکھتے ہوئے یہ طے کر لیا اگر یہ لڑکی اس کی جیون ساتھی بن جائے تو اس کے شوق کو بامِ عروج تک لے جاؤں گا۔غلام حسین نے اپنی اس خواہش کا اظہار عابدہ پروین کے والد غلام حیدر خان سے کیا تو انہوں نے سوچا کہ ایک ریڈیو پروڈیوسر ہی میری بیٹی کے اس شوق کو جلا بخش سکتا ہے۔یوں بآسانی غلام حسین سے عابدہ پروین کا رشتہ ازدواج طے پا گیا۔

عابدہ پروین نے صوفی گائیکی میں بہت جلد وہ مقام حاصل کیا جو بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے۔اس کی بڑی وجہ ان کی صوفیاء کرام سے گہری محبت اور لگاؤ ہے۔وہ خود اکثر کہتی ہیں ''کہ میں وجد میں آکر خود پر حقیقی معنوں میں صوفی رنگ چڑھا کر کلام پیش کرتی ہوں،صوفیانہ کلام پڑھتے ہوئے میں،

میں نہیں رہتی کیونکہ اس کے بغیر صوفیانہ کلام پیش ہی نہیں کیا جا سکتا، صوفیانہ کلام کو اپنے اوپر طاری کرنا پڑتا ہے تب جا کر یہ سننے والوں پر بھی اثر کرتا ہے۔''

صوفیانہ کلام کو محبت پھیلانے کا ذریعہ سمجھ کر دل سے گانے والی عابدہ پروین کی آواز سننے والوں کے دلوں کو اسیر کرنے کا فن جانتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی عابدہ پروین جب بھی لائیو گاتی ہیں لوگ جھوم اٹھتے ہیں، اس وقت یہ سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ سننے والا صوفیاء کلام سے متاثر ہو رہا ہے یا عابدہ جی کی آواز سے۔ ایک انٹرویو میں وہ کہتی ہیں کہ صوفیانہ کلام ایک پیغام ہے اور اگر آپ سننے والوں کو اسے سمجھا نہ سکیں تو اسے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے صوفیانہ کلام کے ذریعے ہمیشہ امن اور محبت پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

عابدہ پروین کو سندھی، سرائیکی، اُردو، پنجابی، بلوچی اور پشتو کلام گانے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ وہ جس زبان میں بھی گائیکی کریں یوں لگتا ہے جیسے وہی زبان ان کی مادری زبان ہے۔ حتیٰ کہ سننے والا بھی ان کی آواز کے جادو میں اس قدر جکڑ جاتا ہے کہ زبان سے واقفیت سے ہٹ کر وہ جھوم اُٹھتا ہے۔ عابدہ پروین جب ماہی یار دی گھڑولی بھردی" گاتی ہیں تو ان کی آواز صحیح معنوں میں بتاتی ہے کہ گھڑولی بھرنا کسے کہتے ہیں۔ مولا کو پکارتی ہیں تو ان کی آواز مولا کے در تک پہنچنے کا پتہ دیتی ہے۔ درحقیقت جب عابدہ پروین کی فضا میں گونجتی ہے تو فضا کا ماحول یکسر تبدیل ہو جاتا ہے۔

عابدہ پروین نے نہ صرف صوفی گائیکی کو اپنایا بلکہ صوفی رنگ کو ہر آہنگ سے اپنے اندر ڈھالا۔ لباس سے لے کر اپنی ذاتی زندگی کو صوفیاء کی دی گئی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی بھرپور کوشش کرتی ہیں۔ اسلام آباد پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کے ایک پروگرام کے بعد جب وہ لوگوں سے مل رہی تھیں تو ایک نوجوان نے جب اپنا تعارف کرواتے ہوئے اپنا نام کے ساتھ سید بتایا تو آپ اس کے آگے احترام کے ساتھ جھک گئیں اور کہنے لگیں کہ ہم تو آپ سیدوں کے نوکر ہیں۔ عابدہ پروین نے یوں تو تمام صوفیاء کرام کی شاعری کو اپنی آواز میں گایا مگر ان کا سب سے بڑا کارنامہ شاہ لطیف کے کلام کو منظوم اُردو شکل میں ترجمہ کروا کے گانا ہے۔ مزید یہ کہ عابدہ پروین نے شاہ عبدالطیف بھٹائی کے منتخب کلام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے اس کا اُردو کے علاوہ انگلش اور رومن زبانوں میں بھی ترجمہ کروایا ہے۔ آپ کا یہ کارنامۂ حیات سب سے بڑھ کر ہے۔ شاہ عبدالطیف عابدہ پروین، شاہ لطیف کے کلام کو عام کرنے والا سب سے بڑا اور آخری نام ہے۔ شاہ لطیف کے ساتھ عقیدت کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام بھی ''سارنگ لطیف'' رکھا ہے۔

تیرے عشق نچایا۔۔ ارے لوگو۔۔ مُنجھے رانی کہہ اور دم مست قلندر مست مست آج بھی جب عابدہ جی آواز میں سنائی دیتے ہیں تو لوگوں کو مدہوش کر دیتے ہیں۔ عابدہ پروین فن کے اُس مقام پر ہیں جہاں زبان چاہے کوئی بھی اور سُر کا آہنگ اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ وہ صرف پاکستان کا ہی نہیں بلکہ موسیقی کا ایک ایسا عہد ہیں جس کا کوئی ثانی نہیں۔ 2012 میں عابدہ پروین کی فنکارانہ خدمات کے اعتراف میں انہیں ہلالِ امتیاز سے نوازا گیا، اسی برس انہیں بھارت کی بیگم اختر اکیڈمی آف غزل کی طرف سے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ بھی دیا گیا۔ عابدہ پروین کو اس سے پہلے حکومت پاکستان کی جانب سے پرائیڈ آف پرفارمنس بھی مل چکا ہے۔ 2015 میں بھی پاکستان اور بیرونِ ممالک میں عابدہ پروین نے کئی شوز کیے اور موسیقی کی دنیا میں منفرد شناخت کی حامل رہیں۔ عابدہ پروین کو پاکستان اور بھارت کے مقابلہ موسیقی پروگرام Sur kshetra میں بطور جج بھی رکھا گیا تھا۔ سال 2020ء میں اُردن کے شاہی ادارے کی جانب سے جاری کردہ 500 بااثر مسلمان شخصیات کی فہرست میں معروف صوفی گلوکارہ عابدہ پروین کا نام بھی شامل کیا گیا ہے۔ عابدہ پروین صوفی موسیقی میں اس درجے پر پہنچنے والی پہلی خاتون ہیں۔ ان کی منفرد گائیکی اور بین الاقوامی سطح پر ان کی مقبولیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھیں 2017 میں جنوبی ایشیائی تنظیم سارک کی جانب سے امن کا سفیر بھی مقرر کیا جا چکا ہے۔

عابدہ پروین کو اہل ذوق لوگ ''صوفی ازم کی کوئن'' کہتے ہیں۔ شاہ عبدالطیف بھٹائی کا پورا رسالہ انہیں ازبر ہے۔ اس لیے انہیں ''راگ کی رانی'' بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا شمار اب صرف ایک گلوکارہ کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب

تصوف و صاحبِ کشف بزرگوں میں شمار ہوتی ہیں۔ اتنی شہرت ملنے کے باوجود ان کی روایتی سادگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہر ایک محبت اور احترام سے ملنا ان کا شیوہ ہے۔ وہ اس وقت ملکِ پاکستان کا ایک عظیم اثاثہ

ہیں۔ آج جب کہ دنیا، بے حسی، خود غرضی، نفسا نفسی، بے ایمانی اور بے راہ روی اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے۔ ظلم و جبر نے دہشت گردی کو ہوا دی ہے اور دہشت گردی پھیل کر سپر پاور کی ایک ایسی طاقت بن گئی ہے جو دہشت گردی کی دہائی دے کر خود اس کے بل بوتے پر اپنی طاقت آزماتا رہا ہے۔ فرقہ پرستی کا زہر پوری فضا میں ہر جگہ پھیل گیا ہے۔ اعلیٰ قدروں کی ٹوٹ پھوٹ ہو چکی ہے۔ ان تمام حالات اور ان تمام عوامل میں عابدہ پروین ہمیں پیار محبت کا وہی درس دیتی نظر آتی ہیں جو آج سے سالوں قبل صوفیاء کرام نے اس خطے میں دیا تھا۔

لکھ، ہزار بہار حسن دی خاکو وچ سمانی
لاپریت جہی محمدؐ، حبَ وچ رہے کہانی

”عشق کے باب میں بس یہ ہی میسر نکلا“

آج پھر تان کے سینہ وہ ستم گر نکلا ۔۔۔ سہم کے بیٹھا رہا کوئی نہ گھر سے نکلا
لفظ سہمے ہوئے خاموش تکلم میں رہے ۔۔۔ ضبط گریا سے نہ آنسو کوئی باہر نکلا
کون جانے اسے رستہ بھی کوئی یاد رہا ۔۔۔ بھری برسات میں تھا گھر سے وہ باہر نکلا
شب پہ پھیلی جو سیاہی تھی ختم کرنے کو ۔۔۔ چاند اوڑھے ہوئے اک زرد سی چادر نکلا
میری مٹھی میں ہیں کچھ جاگتے لمحوں کا فسوں ۔۔۔ عشق کے باب میں بس یہ ہی میسر نکلا
لہریں آزادی سے بہتی ہی چلی جاتی تھیں ۔۔۔ بند کناروں کے جو اندر تھا سمندر نکلا
تا افق پھیلی ہوئی تیرگی تھی چاروں طرف ۔۔۔ شب دیجور سے پھر چاند تھا باہر نکلا
بھیڑ کو دیکھ کے جانا ہے اسی شوخ کا گھر ۔۔۔ بشریٰ دیکھا تو شکایات کا دفتر نکلا

بشریٰ حفیظ صاحبہ

معزز قارئین! مختلف موضوعات پر ویڈیوز دیکھنے کے لیے یوٹیوب چینل ”peshwa international“ subscribe کریں۔

شعر و شاعری

"بروقت کوئی تدبیر کرو آفات کی نیت ٹھیک نہیں"

عبدالحمید عدمؔ

توبہ کا تکلف کون کرے حالات کی نیت ٹھیک نہیں
رحمت کا ارادہ بگڑا ہے برسات کی نیت ٹھیک نہیں
اے شمع بچانا دامن کو عصمت سے محبت ارزاں ہے
آلودہ نظر پروانوں کے جذبات کی نیت ٹھیک نہیں
کل قطع تعلق کر لینا اس وقت تو دنیا میری ہے
یہ رات کی قسمیں جھوٹی ہیں یہ رات کی نیت ٹھیک نہیں
ایسا نظر آتا ہے جیسے یہ شے مجھے پاگل کر دے گی
تھوڑی سی توجہ برحق ہے بہتات کی نیت ٹھیک نہیں
رفتار زمانہ کا لہجہ سفاک دکھائی دیتا ہے
بر وقت کوئی تدبیر کرو آفات کی نیت ٹھیک نہیں
مے خانے کی رسم و راہ میں بھی ہو جائے نہ شامل کھوٹ کہیں
خدام فریب آمادہ ہیں خدمات کی نیت ٹھیک نہیں
تھوڑا سا کڑا گر دل کو کروں عادات بدل تو سکتی ہیں
پر اصل مصیبت تو یہ ہے عادات کی نیت ٹھیک نہیں
ڈرتا ہوں عدمؔ پھر آج کہیں شعلہ نہ اٹھے بجلی نہ گرے
بربط کی طبیعت الجھی ہے نغمات کی نیت ٹھیک نہیں

"جب تک ہے حسنؔ بزم وفا گرم رہے گی"

میر حسنؔ

آہوں سے مرے گھر میں ہوا گرم رہے گی
میں جاؤں گا تو بھی مری جا گرم رہے گی
بھرتے ہی رہیں گے نفس سرد ہزاروں
جب تک کہ تری آن و ادا گرم رہے گی
جلنا مرے تب دل کا لگے گا یہ ٹھکانے
صحبت تری جب مجھ سے سدا گرم رہے گی
چوٹی میں دل سوختہ کو گوندھ کے پیارے
مت پھیک قفا پر کہ قفا گرم رہے گی
بلبل نہ مجھے دیجیو تو نالے کی تکلیف
ورنہ اثر اس کے سے صبا گرم رہے گی
جب تک نہیں تو دختر رز ہی کو رکھوں گا
کچھ تو یہ بغل میری بھلا گرم رہے گی
عشاق کو ترغیب محبت ہی کرے گا
جب تک ہے حسنؔ بزم وفا گرم رہے گی

"ہم اندر سے سخت کمینے باہر سے دیوانے ہیں"

جمیل الدین عالی

یہ جو مری لے اور لفظوں کے رنگیں تانے بانے ہیں
سننے والوں غور نہ کرنا سارے راگ پرانے ہیں
سننے والو غور نہ کرنا ورنہ کھل ہی جائیں گے
کتنے خالی بھید ہمارے جو کب سے افسانے ہیں
سننے والوں غور نہ کرنا ورنہ پتہ چل جائے گا
ہم نے جتنے باغ سجائے وہ اب تک ویرانے ہیں
سننے والو غور نہ کرنا ورنہ صاف سمجھ لو گے
ہم نے جتنے نام لیے تھے آج بھی سب انجانے ہیں

سننے والو غور نہ کرنا ورنہ خفا ہو جاؤ گے
جن کو ہم نے دوست کہا ہے ہم ان سے بیگانے ہیں
سننے والو غور نہ کرنا ورنہ ہمیں ٹھکرا دو گے
ہم اندر سے سخت کمینے باہر سے دیوانے ہیں
سننے والو غور نہ کرنا ہم بے سر ہو جائیں گے
جب تک تم سر دھنتے رہو گے سارے گیت سہانے ہیں
سننے والو غور نہ کرنا ورنہ ہم خود کہہ دیں گے
ہم اب شعر نہیں کہہ سکتے یہ سب شعر بہانے ہیں

”ہاتھ پھولوں سے چھل گئے میرے“

بشارت سکھی صاحبہ

آنسوؤں کی ہنسی اڑاتے ہوئے
کوئی رویا تھا مسکراتے ہوئے
ہاں ابھی چاند چھت پہ آیا تھا
شب کی زلفیں پرے ہٹاتے ہوئے
ہاتھ پھولوں سے چھل گئے میرے
تیری راہوں کو پھر سجاتے ہوئے
بادباں زندگی کے ٹوٹ گئے
درد کی کشتیاں چلاتے ہوئے
شمع خود بھی تو رات بھر روئی
اپنے عشاق کو جلاتے ہوئے
آہی جائے گی راس تنہائی
اپنی باہوں میں کسمساتے ہوئے
دیکھ پلکیں لہو لہو ہیں مری
خوابوں کی کرچیاں اٹھاتے ہوئے
آنکھ میری ابھی لگی تھی سکھی
وحشتوں کو تھپک سلاتے ہوئے

”منزل عشق میں ہر گام پہ رونا آیا“

شکیل بدایونی

اے محبت ترے انجام پہ رونا آیا
جانے کیوں آج ترے نام پہ رونا آیا
یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے
آج کچھ بات ہے جو شام پہ رونا آیا
کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلہ
منزل عشق میں ہر گام پہ رونا آیا
مجھ پہ ہی ختم ہوا سلسلۂ نوحہ گری
اس قدر گردش ایام پہ رونا آیا
جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا شکیل
مجھ کو اپنے دل ناکام پہ رونا آیا

”نہ بادباں نہ سمندر نہ کشتیاں اپنی“

امیر قزلباش

چلو کہ خود ہی کریں رو نمائیاں اپنی
سروں پہ لے کے چلیں کج کلاہیاں اپنی
سبھی کو پار اترنے کی جستجو لیکن
نہ بادباں نہ سمندر نہ کشتیاں اپنی
وہ کہہ گیا ہے کہ اک دن ضرور آؤں گا
ذرا قریب سے دیکھوں گا دوریاں اپنی
مرے پڑوس میں ایسے بھی لوگ بستے ہیں
جو مجھ میں ڈھونڈ رہے ہیں برائیاں اپنی
مجھے خبر ہے وہ میری تلاش میں ہوگا
میں چھوڑ آیا ہوں اک بات درمیاں اپنی
میں بوند بوند کی خیرات کب تلک مانگوں
سمیٹ لاؤں سمندر سے سیپیاں اپنی

مرے کہے ہوئے لفظوں کی قدر و قیمت تھی
میں اپنے کان میں کہنے لگا اذاں اپنی

کرے گا سر وہی اس دشت بے کراں کو امیرؔ
جلا کے آئے جو ساحل پہ کشتیاں اپنی

''چلو مے کدے میں وہیں بات ہوگی''

بشیر بدر

کہاں آنسوؤں کی یہ سوغات ہو گی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہو گی
میں ہر حال میں مسکراتا رہوں گا
تمہاری محبت اگر ساتھ ہو گی
چراغوں کو آنکھوں میں محفوظ رکھنا
بڑی دور تک رات ہی رات ہوگی
پریشاں ہو تم بھی پریشاں ہوں میں بھی
چلو مے کدے میں وہیں بات ہو گی
چراغوں کی لو سے ستاروں کی ضو تک
تمہیں میں ملوں گا جہاں رات ہو گی
جہاں وادیوں میں نئے پھول آئے
ہماری تمہاری ملاقات ہو گی
صداؤں کو الفاظ ملنے نہ پائیں
نہ بادل گھریں گے نہ برسات ہو گی
مسافر ہیں ہم بھی مسافر ہو تم بھی
کسی موڑ پر پھر ملاقات ہو گی

حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ!!

منیرؔ احمد باجوہ

اشکوں سے میرے دِل کا ہر دم وضو رہے
یادوں سے تیری آقا میری گفتگو رہے
دنیا و آخرت میں رہے تیری حُب، حبیبؐ
اے کاش یہ گداگر کبھی سُرخرو رہے
دل میں پیار تیرا شامل رہے ہمیش
آنکھوں میں میری آقا بس تُو ہی تُو رہے
تیرے درودِ پاک سے مہکے یہاں فضا
اس سے معطر گُل جہاں ہر کُو بکو رہے
تیری نگاہِ پاک سے مجھے جام ہوں نصیب
ہاتھوں میں میرے ہر گھڑی تیرا سبُو رہے
عصیاں سے میری چادرِ تقویٰ ہے تار تار
ہاتھوں سے تیرے آقا ہوتی رفو رہے
ہر لمحہ تیری یاد کے لشکر ہوں ہمسفر
خوابوں میں تیری دید کی مجھے آرزو رہے
میرے گناہ آقا نہیں ہیں شمار میں
سُن التجا ، کہ رحمت ، میرے چارسُو رہے
جاگوں میں یا کہ سوؤں ہر حال میں منیرؔ
جلوہ تیرے کرم کا میرے رُو برُو رہے

''سخت ہے قیدِ زندگانی کی''

امۃ الباری ناصر صاحبہ

اپنی اوقات میں سمیٹ دیا
آپ نے خوب مہربانی کی
آج پڑھ کر بہت ہنسی آئی
ایک تحریر تھی جوانی کی
دُور تک آئے سنگ باری کو
شہر والوں نے قدر دانی کی
جانے کب تک یہ بار اٹھانا ہے
سخت ہے قید زندگانی کی
اور کچھ رحمتِ نظر ہو گی
آخری قسط ہے کہانی کی

”سہہ لیا! اور عذاب کیا ہوگا“

ساجد محمودؔ رانا

حشر میں اب حساب کیا ہو گا
سہہ لیا! اور عذاب کیا ہو گا
جن میں حیرت ہو اور بس حیرت
ایسی آنکھوں میں خواب کیا ہو گا
جو کبھی خود کو اب نہیں ملتا
وہ تجھے دستیاب کیا ہو گا
آنکھ میں شرم ہو تو ہوتا ہے
رُخ پہ ویسے حجاب کیا ہو گا
جو کیا ہے بہت ہے میرے لیے
اس سے بہتر جناب کیا ہو گیا
لاش پر خامشی کا پہرہ ہے
اور اب انقلاب کیا ہو گا
لالچِ حور خوف دوزخ کا
اور خانہ خراب کیا ہو گا
ایسی حالت میں جی رہا ہوں میں
اور کارِ ثواب کیا ہو گا
وہ کہاں اور میں کہاں ساجد
میرا ان سے خطاب کیا ہو گا

”سوچ میں گم ہر بشر لگے ہے“

رانا محمد حسنؔ

بدلا بدلا سا میرا شہر لگے ہے
نشّۂ شراب عِصیاں کا اثر لگے ہے
سہمے سہمے ڈرے ہوئے ہیں مرغانِ شہر
سوچ میں گم ہر بشر لگے ہے
مزاجِ مذہب توہینِ انسان پر آمادہ ہے
دلِ شیخ شیطان کا گھر لگے ہے
جنت سے نکلوا دیا باوا آدم کو
شیطان میں کمال کا ہنر لگے ہے
مسیحا کی مسیحائی سے نگاہ پھیرتا ہے
شیخِ عصرِ حاضر کوتاہ نظر لگے ہے
باعثِ آزار بنے ہے جو انسان حسنؔ
اس کی تربیت میں کسر لگے ہے

”یہ مرا ملک ہے یا مصر کا بازار کھلا“

راجہ محمد یوسفؔ خان

پھر طبیعت ہوئی موزوں لبِ اظہار کھلا
پھر قلم ہاتھ میں اور دفترِ اَسرار کھلا
عقدۂ عشق جو اُلجھا تو سرِ دار کھلا
کوئی منظر ہے پسِ پردۂ دیوار کھلا
اس کی ہربات سے اَنوار کے دریا نکلے
جس کے آنے سے عجب خانۂ ادوار کھلا
جیسے منزل خود انہیں ملنے چلی آئی ہو
قافلے والوں سے یوں قافلہ سالار کھلا
پھر کھلا یہ کہ اُسے بھی ہے محبت مجھ سے
نامہ بر سے جو مرا یارِ طرحدار کھلا
پھر شبِ وصل پہ اترے ہیں نشیلے منظر
میکدے رقص کناں ، حُسن کا دربار کھلا
پھر لبِ بام ترے کان کا بالا چمکا
پھر سرِ شام مرا دیدۂ نمدار کھلا
کون یوسفؔ ہے جسے پیچ نہیں دیتے لوگ
یہ مرا ملک ہے یا مصر کا بازار کھلا

”وطن فروشوں کو پھر سے رہبر بنا رہے ہو، بہت بُرے ہو“

مبارک صدیقی

ہزار سجدوں کے بعد بھی گھر جلا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
کسی کے دل کو بنامِ مذہب دُکھا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
وہی ہے رُستم وہی ولی ہے جو نفس اپنے سے جیت جائے
شکست اپنے وجود سے ہی جو کھا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
یہ خواب رنگت گلاب صورت ثواب باتیں شراب آنکھیں
یہ روز سڑکوں پہ حادثے جو کرا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
سُنا ہے میں نے کہ جا کے حوروں کے کان بھرتے ہو میرے بارے
مِری گزشتہ محبتوں کا بتا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
میں چاہتا ہوں وطن کے لوگوں کے نام خط میں پیام لکھوں
وطن فروشوں کو پھر سے رہبر بنا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
وہی پٹاری وہی سپیرے وہی مداری وہی تماشے
تماش بینوں میں تم بھی تالی بجا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
یہ جھوٹ غیبت ہیں زہرِ قاتل، یہ راستے ہیں ہلاکتوں کے
یہ زہر بچوں کو اپنے ہاتھوں کِھلا رہے ہو ، بہت بُرے ہو
کہو مبارک یہ اہلِ شب سے کسی فسانے کسی غزل میں
یہ تم جو صبحِ ازل کی کرنیں چُھپا رہے ہو ، بہت بُرے ہو

”خاک اڑتی ہے اس مکان میں کیا“

جون ایلیا

عمر گزرے گی امتحان میں کیا
داغ ہی دیں گے مجھ کو دان میں کیا
میری ہر بات بے اثر ہی رہی
نقص ہے کچھ مرے بیان میں کیا
مجھ کو تو کوئی ٹوکتا بھی نہیں
یہی ہوتا ہے خاندان میں کیا
اپنی محرومیاں چھپاتے ہیں
ہم غریبوں کی آن بان میں کیا
خود کو جانا جدا زمانے سے
آ گیا تھا مرے گمان میں کیا
شام ہی سے دکان دید ہے بند
نہیں نقصان تک دکان میں کیا
اے مرے صبح و شام دل کی شفق
تو نہاتی ہے اب بھی بان میں کیا
بولتے کیوں نہیں مرے حق میں
آبلے پڑ گئے زبان میں کیا
خامشی کہہ رہی ہے کان میں کیا
آ رہا ہے مرے گمان میں کیا
دل کہ آتے ہیں جس کو دھیان بہت
خود بھی آتا ہے اپنے دھیان میں کیا
وہ ملے تو یہ پوچھنا ہے مجھے
اب بھی ہوں میں تری امان میں کیا
یوں جو تکتا ہے آسمان کو تو
کوئی رہتا ہے آسمان میں کیا
ہے نسیم بہار گرد آلود
خاک اڑتی ہے اس مکان میں کیا
یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا
ایک ہی شخص تھا جہان میں کیا

تبدیلی آ رہی ہے آہستہ آہستہ
غربت چھا رہی ہے آہستہ آہستہ
قبر میں ہی سکون ملے گا
جہالت گنگنا رہی ہے آہستہ آہستہ

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

Give us a call on **020 3674 7909**

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

free professional, friendly and confidential advice

24 Hours Phone Service - 7 Days a Week DIAL **07792998973**

Have you been injured in an accident that wasn't your fault?

If so, we're here to help

REPLACEMENT CAR WITHIN 24 HOURS

Loss of earnings - Protection of no claim - storage and recovery - personal injury - replacement car

Road Accident

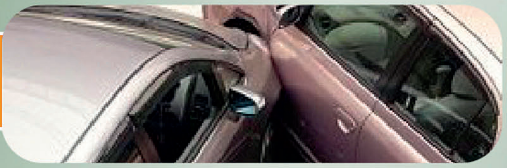

Personal Injury

Accident at Work

Fall, Slip & Trip

Personal Injury Specialist

No win No fee

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Opening Hours: Mon-Fri 10:00 - 17:00
Tel. 020 3674 7909 Mob. 077 9299 8973
Email: info@rhacs.co.uk

TAKE AWAY - DELIVERY
OPEN 7 DAYS A WEEK
TILL LATE
ZheGerman
DONER & SHAKE
DONER KEBAB
£5.99
WITH FRIES & DRINK
£7.99
Seriously German Kebabs...
Follow us ZheGermanUK
Free Delivery Call us
TEL: 020 3638 4216
Delivery Prices are Different
Website Order 10% OFF
www.zhegerman.com
BRANCH 1 : 21 Morden court Parade, Morden SM4 5HJ
BRANCH 2 : Broadway Market, Tooting High Street London Sw17 0RJ
حلال
100% HALAL
FOR DELIVERY, ORDER VIA OUR DELIVERY PARTNERS
UBER eats
JUST EAT
deliveroo